BOOK HOME

بقراط

حیات، فلسفہ اور نظریات

ملک اشفاق

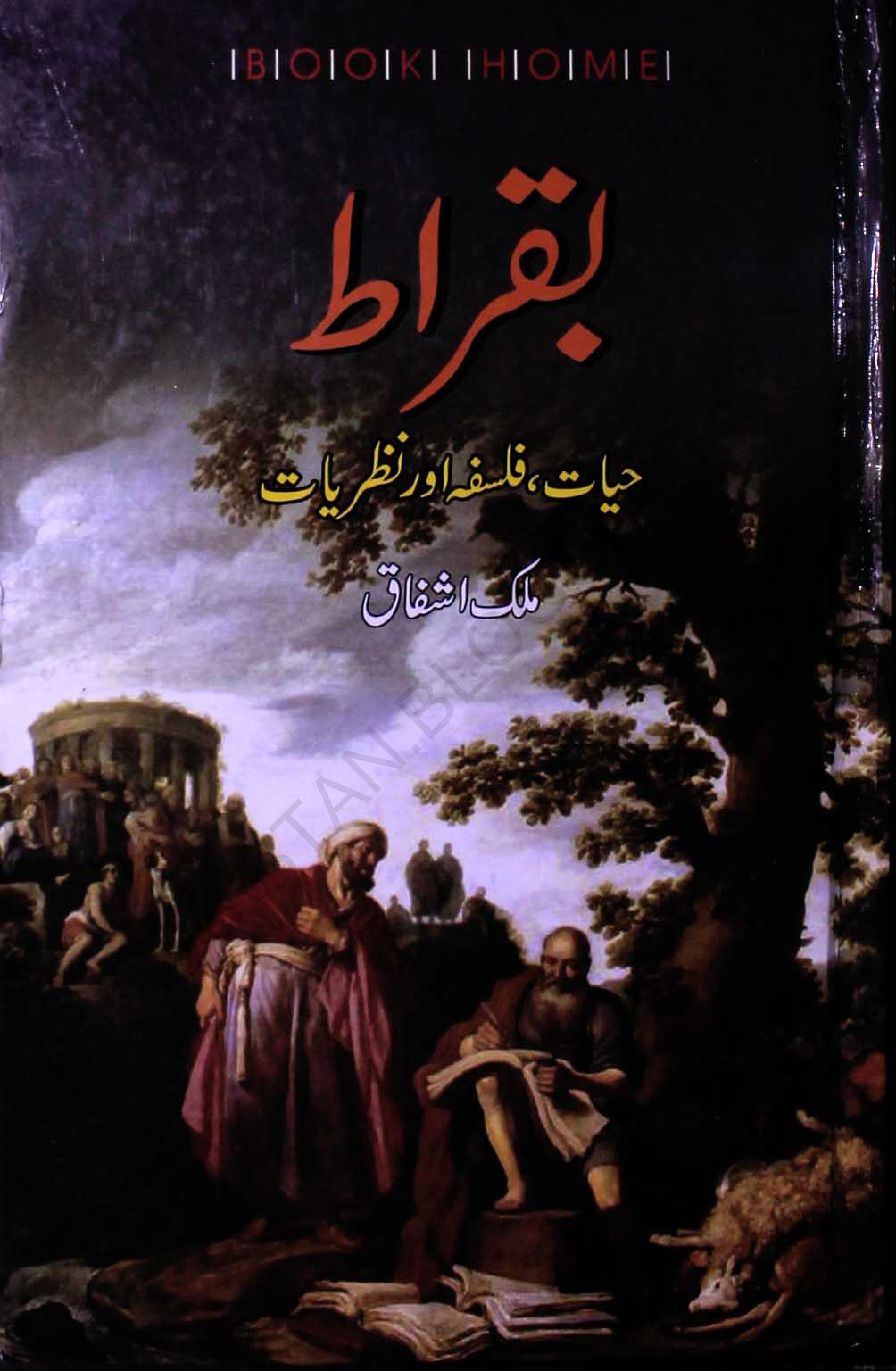

R.L.L. Rehmat Abad Sargodha Road Gujrat.
Books Lover's
Library
Book No:
Incharge: Ahmad Raza Cell: 0341 4932140

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط

حیات، فلسفہ اور نظریات

ملک اشفاق

BOOK HOME

بقراط

حیات، فلسفہ اور نظریات

ملک اشفاق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اہتمام رانا عبدالرحمٰن
پروڈکشن ایم سرور
کمپوزنگ محمد انور
پرنٹرز حاجی حنیف پرنٹرز، لاہور
اشاعت 2015ء
قیمت 200روپے
ناشر بک ہوم لاہور

بک ہوم
بک سٹریٹ 46- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان
فون:042-37231518-37245072 فیکس:042-37310854
bookhome1@hotmail.com - bookhome_1@yahoo.com
www.bookhomepublishers.com

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

فہرست

○ طب کی ابتداء.......... 7

○ تاریخ طب.......... 10

طب بابلی.......... 14

طب مصری.......... 16

چینی طب.......... 17

طب یونانی.......... 17

طب ہندی.......... 19

طب ایرانی.......... 20

طب رومی.......... 21

○ ارتقاء طب.......... 23

○ بقراط کے سوانحی حالات.......... 28

افسس کا سورانوس (Ephesus of Soranus) بقراط کا پہلا سوانح نگار... 28

اسکلیپیون آف قوس (Asklepieion of Kos) میں تعلیم حاصل کرنا.......... 29

اسکلیپیون (Asklepieion).......... 30

ڈیلفی کے مندر میں حاضری.......... 32

علم وشعور میں وسعت.......... 34

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نیکی، علم اور وہم 36
طب یونانی (Greek Medicine) 38
○ افلاطون کے مقالہ فیڈریس میں بقراط کا ذکر 40
ڈائیسکوریڈیس 41
عظیم طبیب جالینوس (Galin) بقراط کا سب سے بڑا شارح 41
بقراط کا انتقال 42
○ نظریہ بقراط (Hippocratic Theory) 44
کنیڈین سکول آف میڈیسن (The Knidian School of Medicine) 45
اخلاطی فعلیات (Humorism) 47
Crisis بیماری کی طاقت کا غالب آجانا 47
بقراط کا طریقہ علاج (Hippocratic Therapy) 48
نظم وضبط اور سخت محنت (Discipline And Rigorous) 50
بقراط کا طب پر کام (Direct Contributions to Medicine) 52
1- تیزی سے آنے والی بیماری (Acute) 53
2- کافی دیر سے جسم میں بڑھتی ہوئی بیماری (Chronic) 53
3- کسی خاص علاقہ میں پائی جانیوالی بیماریاں (Endemic) 53
4- وبائی امراض یا متعدی بیماریاں (Epidemic) 54
بقراط کی طبی اصطلاحات (Medical Terms) 54
1- بیماری میں ہذیان (Exacerbation) 54
2- بیماری کا عود آنا (Relapse) 55
3- فیصلہ (Resolution) 55
4- بیماری کی طاقت کا غالب آجانا (Crisis) 55

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

5-بیماری کا شدید حملہ (Paroxysm) 56
6-بیماری کی انتہائی شدت (Peak) 56
7-بیماری کے بعد آفاقہ (Convalescence) 56
بیماری کی علامتی تفصیلات 57
انگلیوں سے ٹھکور کر بیماری کی تشخیص کرنا (Clubbing) 57
○ بقراط کی تصانیف اور کارنامے (Hippocratic Corpus) 58
1-بیماری کی پیشگی علامات کی کتاب (The Book of Prognostics) 59
مریض کا طبیب پر اعتماد کرنا ضروری ہے 59
مریض کو مستقبل میں آنے والی بیماریوں سے آگاہی 59
جسمانی معائنہ اور عادات 60
سانس، پسینہ اور بخار میں دانتوں کا ٹکرانا 60
پھوڑے اور گینگرین 61
جسم سے خارج ہونے والے مادے اور فضلہ 61
بخار، درد اور رنگت میں تبدیلی 62
○ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے آلات (Instruments of Reduction) 63
مسلسل کھینچ لگانا (Traction) 63
تیزی سے آنے والی بیماریوں کا غذائی علاج 64
○ ہوائیں، پانی اور مقامات 67
ہوائیں (Airs) 68
پانی (Waters) 68
پانیوں کی اقسام اور خواص 69
1-ساکن پانی 70

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

2-چشموں کے پانی 70

3-بارش کے پانی 71

4-برف کے پانی 72

مقامات(Places) 73

1-شرق اوسط کے شہر 73

2-شمال کی جانب شہر 74

3-مشرق کی جانب شہر 75

4-مغرب کی جانب شہر 76

○ حلف نامہ بقراط(Hippocratic Oath) 77

حلف نامہ بقراط کا متن 78

بقراط کی وصیت(Hippocratic Legacy) 79

○ بقراط سے منسوب غیر معمولی کہانیاں(Legends) 82

○ بقراط عرب مورخین کی نظر میں 85

بقراط کا زندگی نامہ 85

عہد نامہ بقراط 88

بقراط کی وصیت 91

بقراط کی دیگر تصانیف 95

تفاسیر جالینوس 106

○ بقراط کے حکیمانہ ملفوظات(Hippocratic Aphorisms) 107

○ حوالہ جات 110

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طب کی ابتداء

عربوں کے ہاں حکمت ہر اس فن کا نام ہے جس کی اختراع انسانی عقل و دانش کی رہین منت ہو۔ مثلاً طب، کیمیاء، علم نجوم، فلسفہ وغیرہ۔ یہ علوم کوئی آج کی ایجاد نہیں بلکہ ان کا سراغ ہزار ہا برس پہلے تک چلتا ہے۔ مثلاً محققین کا خیال ہے کہ علم ہیئت کے موجد اہل بابل تھے جہاں 3000 ق م میں آسمانوں کو ماپنے اور تعین بروج کے متعلق کوششیں ہو رہی تھیں۔

ہوموسنٹرق (Homocentric) کا نظریۂ نظام فلکی جس پر آج تک بحث جاری ہے، دراصل یوڈوکسس (Eudoxus) (6-305 ق م) نے قائم کیا تھا، جسے بعد میں ارسطو نے زیادہ شرح و بسیط سے پیش کیا۔ علمائے نجوم کا باقاعدہ سلسلہ ہیورکس (140 ق م) سے چلتا ہے۔ اس نے مشاہدات فلکی کو اس وضاحت سے بیان کیا کہ تین سو برس بعد بطلی موس نے اپنے نظام شمسی کی بنیاد انہی مشاہدات پر ڈالی۔

کیمیاء کی ابتدائی صورت تو غالباً حضرت آدم کے زمانے میں بھی موجود ہو گی۔ وہ لوگ بھی چند سادہ اجزاء کے ملاپ سے کوئی نہ کوئی کارآمد مرکب بنا لیتے ہوں گے لیکن اس کی ترقی یافتہ صورت کا پہلا سراغ مصر میں ملتا ہے۔ جہاں سے یہ یونان میں پہنچی اور وہاں سے اطراف عالم میں پھیل گئی۔

علم الاعضاء کے متعلق ہم حتماً نہیں کہہ سکتے کہ اس کے موجد کون تھے۔ اتنا ہم ضرور جانتے ہیں کہ اس فن کی تدوین کا سہرا یونانیوں کے سر ہے۔ بقراط و جالی نوس نے علم الاعضاء پر

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

چند نہائت اچھی کتابیں لکھی تھیں جن سے بعد میں بوعلی بن سینا اور دیگر اطبائے ایران و عرب نے فائدہ اٹھایا۔ دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ بقراط ہی نے یہ کہا تھا کہ ہوا میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو پھیپھڑوں کے راستے خون میں جاتی اور اسے صاف کرتی ہے۔ آج حکمائے مغرب نے اس چیز کا نام آکسیجن رکھا ہے۔

موسیقی کا آغاز کب ہوا اور اس نے کن منازلِ ارتقاء سے گزر کر موجودہ صورت اختیار کی، کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ فیثا غورث (582-500 ق م) پہلا حکیم ہے جس نے فن موسیقی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کے بعد ارسٹا کسین (320 ق م) پھر بطلی موس (130ء) اور پھر امبروز (Ambrose) (384ء) نے چند رسائل سپرد قلم کئے۔

اسی طرح علم نباتات کا آغاز محقق کی نظروں سے پنہاں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کے خواص وغیرہ کی طرف پہلی دفعہ توجہ کس نے دلائی۔

بقراط (640 ق م) صرف علم طب کا امام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کی ایک تصنیف ہوا اور پانی پر بھی ملتی ہے۔ عنوان ہے ''کتاب الماءِ والہوءِ'' بطلی موس منجم تھا لیکن جغرافیہ عالم پر بھی ایک کتاب لکھ گیا، جس کا یعقوب نے عربی میں ترجمہ کیا۔ باذی نوس نے طوفان نیز دم دار ستاروں پر کتابیں لکھیں۔ پشداری خاندان کے فرماں روا اضحاک کے زمانے میں بابل کے ایک حکیم تینکلوش نے کتاب الوجوہ والحدود سپرد قلم کی۔

ثاذوسیوس کی تصنیف کتاب الاکر کو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ اسے المجسطی سے کم اور اقلیدس سے کم درجے کی کتاب سمجھا جاتا تھا۔ ثیوذوفروس نے کتاب اللیل والنہار جیسی مفید کتاب سپرد قلم کی۔ جالی نوس نے 67 کتابیں تصانیف کیں۔

اس کتاب کی تصنیف کا مقصود یہ ہے کہ ہم ابتدائے طب کے بارے میں مکمل طور پر جان سکیں اور فلسفۂ طب کو سمجھ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عظیم فلسفی اور طبیب بقراط اور اس کے کارناموں کے بارے میں بھی جان سکیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بک ہوم نے عظیم عالمی فلسفیوں کے حیات، فلسفہ اور نظریات کے حوالے سے ایک سیریز کا اشاعتی پروگرام ترتیب دیا ہے۔اس سلسلے کی درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں۔سقراط، بقراط، افلاطون، ارسطو، ابنِ خلدون، ابنِ رشد، ابنِ سینا۔

ملک اشفاق

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

تاریخ طب

طب کے آغاز کے بارے میں حکماء نظریاتی طور پر دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کے مطابق دنیا اور طب دونوں قدیم الوجود ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق طب ہر زمانے میں انسان کی ضرورت رہی ہے۔

دوسرے نظریے کے حکماء حدوث اجسام کے قائل ہیں اور اسی بنا پر وہ طب کو بھی حادث قرار دیتے ہیں۔ آگے چل کر موخرالذکر نظریہ کے حکماء مزید دو گروہوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ ایک کے نزدیک فنِ طب تجربہ وقیاس سے وقوع پذیر ہوا جبکہ ان کا دوسرا گروہ وحی والہام کو اس کا مخرج قرار دیتا ہے۔

یہ نظریہ آگے چل کر مقبولیت پا گیا۔ وحی والہام کو طب کا منبع ومخرج قرار دینے کا نظریہ طب کو ایک الہامی فن سمجھا جانے لگا۔ بقراط اسی نظریے کا حامی وحامل تھا۔

حکیم افلاطون نے اپنی کتاب میں اسقلی بیوس کو اس محرک کے تحت صاحب الہام کہا جبکہ جالینوس بھی یہی نظریہ رکھتا تھا اور اس نے اس کا اظہار کئی مواقع پر واضح الفاظ میں کیا ہے۔

اس سلسلے میں جالینوس کا استدلال یہ تھا کہ علم طب کے ادراک کے لیے محض عقل انسانی کافی نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ بات حیرت انگیز ہے کہ بقراط کے دو معروف تلامذہ، اور دو مقتدر شاگرد فیلوس اور اسالیس اس معاصر نظریے کے برعکس طب وحکمت کو انسانی مساعی وسعی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طب کواور بھی کئی قومیں الہامی و کشفی سمجھتی ہیں۔اس سلسلے میں یہودیوں کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس علم کو وحی کیا۔طب الہام ووحی کی صورت میں ان پر نازل ہوئی۔

صابئیوں کے نزدیک یہ علم ہیکلوں اور معبدوں سے پھیلا اور ان مذہبی راہنماؤں اور کاہنوں پر الہام کے ذریعے وارد ہوا۔علم طب کشف والہام کے ذریعے ان تک پہنچا۔

مجوسیوں، زرتشوں، آتش پرستوں کے نزدیک زرتش یعنی زرتشت پر چار طرح کے علوم کی کتابیں نازل ہوئیں۔ان میں ایک طب تھی۔

ہندوؤں کے نزدیک آیورک ویدک ویدوں سے مخصوص و ماخوذ ہے۔ویداس کا مخرج اور ملجاو ماویٰ ہیں اور وید الہامی ہیں، آکاش وانی ہیں۔(1)

علم طب کی ابتداء کے بارے میں اسلام کا نظریہ البتہ ان نظریوں سے مختلف ہے اور اکابرین اسلام اور آئمہ طب علم طب کو قیاس و تجربہ اور تجسس و تحقیق کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ جمہور علمائے اسلام کی رائے یہی ہے۔البتہ بعض کے خیالات اس سے قطعی مختلف ہیں۔

ابو جابر قدیم مغربی حکماء کی طرح طب کو الہامی و کشفی قرار دیتے ہیں۔شیخ موفق الدین اسعد بن الیاس بھی طب کو الہامی تصور کرتا ہے۔اس سے متعلق شیخ نے بطور استدلال ابن عباس سے ایک روایت بیان کی ہے جو کہ اس طرح ہے۔

حضرت سلیمانؑ منطق الطیر کے طرح منطق العقاقیر سے بھی آگاہ تھے۔جڑی بوٹیوں اور درختوں سے دریافت کر کے ان کے فوائد تحریر کرتے تھے۔

اور یوگی سنیاسی بھی کچھ اسی طرح کا نظریہ رکھتے ہیں۔وہ کہتے ہیں دیوالی کی رات کو جڑی بوٹیاں بولتی ہیں اور اپنے خواص وفوائد بیان کرتی ہیں۔

اسلام میں طب نبویؐ ایک مستقل موضوع ہے۔علم طب الہامی تھایا تجربہ وتجسس پر مبنی تھا اس سلسلے میں صاحب سفر الہارہ کا بیان ہے کہ طب نبویؐ کو کسی دوسری طب سے کوئی نسبت

نہیں۔ کیونکہ طب نبویؐ وحی الٰہی اور کمال نبوت سے سرفراز ہوتی ہے۔

ممتاز فلسفی علامہ ابن خلدون کے نزدیک طب تحقیق و تجسس کا ماحصل ہے اور اس بات پر انہوں نے مختلف پہلوؤں پر استدلال بھی کیا ہے۔

انسان کی پیدائش سے پہلے مرض کو زیادہ اہمیت حاصل نہ تھی۔ بعض معدوم جانوروں کے عظام حجریہ میں سلعات عظامیہ یعنی ہڈیوں کی رسولیاں پائی گئیں ہیں۔

پروفیسر رائے مڈی کی رائے میں اس قسم کی سب سے قدیم مثال الشہاب المخ العظام کی ہے۔ خیال کیا گیا ہے کہ یہ مرض آج سے دس لاکھ سال پہلے پیدا ہوا۔

برنارڈ نالٹ کی تحقیق یہ ہے کہ اس زمانہ کے بعض جانوروں کے متحجر عظام میں کرویات دقیقہ اور کرویات زوجیہ قسم کے جراثیم پائے جاتے تھے۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا کہ مرض سب سے پہلے انسان پر حملہ آور کب ہوا۔(2)

اس کے بارے میں علم طبقات الارض سب سے زیادہ راہنمائی کر سکتا ہے۔ 1891ء میں ڈاکٹر ڈوبائس نے جاوا میں متحجر ہڈیاں نکالی تھیں ان کو اس وقت تک دریافت کی ہوئی انسان کی ہڈیوں میں سے اولیت کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پتھر کے زمانے میں ہمیں مختلف امراض کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ اس دور میں سل ظہری، الشہاب المفاصل اور قروح کاسہ سر کی مختلف اقسام ملتی ہیں۔

بقول ڈاکٹر ڈوبائس نیا علم طب کوئی علم نہیں ہے۔ جب سے کرہ ارض پر اس کی تخلیق ہوئی ہے اسی وقت سے ابتدائی انسان نے اپنی ذہنی کاوشوں سے اپنے عوارض کا علاج بھی ڈھونڈ لیا ہوگا۔ اسی لیے مسلمان یہ مانتے آئے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے طبیب تھے جنہوں نے اس فن میں خلاق عالم سے تلمذ حاصل کیا تھا۔(3)

حضرت آدم کے بعد ان کے بیٹے شیث کو یہ علم ورثہ میں ملا گو اس فن نے ہزاروں سال تک علمی حیثیت اختیار نہ کی۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس تعلیم کی مکمل تعلیم الہام کے ذریعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ یہ مسلمانوں کے عقیدے کی بات ہے۔ لیکن غیر مسلم اقوام میں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہودیوں نے اگر حضرت موسیٰؑ کو اس علم کا موجد قرار دیا تو ہندوؤں نے دھن تنتری اور پارسیوں نے اپنے پیغمبر زرتشت کو اس کا مخترع سمجھا۔

اس زمانہ کو مؤرخین خودروطباعت سے موسوم کرتے ہیں جو لازمہ حیات ہے اور جس میں سے عملیات وروحانیات کے ذریعے بھی علاج معالجہ کی ایک شاخ نکلی۔ مذہبی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کا نام ہائی ثالث اور آغا ثادیمون بھی لکھا ہے۔ جس کے معنی اہل سعادت کے ہیں۔ وہ ہرمس الہرامسہ کے استاد ہیں جن کو اہل ادریس کہتے ہیں۔

اور حضرت ادریس علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے شریعت اور حکمت سیکھی۔

ابو معشر لکھتا ہے کہ ہرمس الہرامسہ کئی لوگ ہیں۔ ہرمس کو یونانی میں ارمس کہتے ہیں اور ہرمس معرب ہے جس کے معنی عطارد کے ہیں۔ (4)

یونانیوں نے اپنے ہاں ان کا نام طرشمیر رکھا ہے اور عبرانی میں حسوج سرتان بن مہلا فینا بن انوس بن شیث بن آدم لکھا ہے۔ انسان عقل وفراست کے باعث ساری مخلوقات عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ خداوند عالم کی حکمت کاملہ نے غور وفکر کا مادہ اس میں بدرجہ اتم ودیعت کر رکھا ہے۔ چنانچہ فلسفہ وحکمت جیسے علوم سب اس کی عقلی تگ ودو کا نتیجہ ہیں اور اس نظریہ کے تحت یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ علم طب میں انسان کی سالہا سال کی متواتر محنتوں، تجربوں اور قیاس آرائیوں کا ایک افضل ترین نمونہ ہے۔

یہ سائنسی دور ہے انسان اپنی کوشش وکاوش سے ایٹم بم اور کوبالٹ بم ایسے دنیا کے مہلک ترین ہتھیار ایجاد کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ آج کے انسان نے سائنس میں اس قدر ترقی کی ہے کہ وہ چاند تک جا پہنچا ہے اور تلاش وجستجو کا یہ دروازہ کوئی آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے انسان

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

پر کھلا رہا ہے۔قدیم دور میں بھی انسان نے تلاش و جستجو سے محیر العقول دریافتیں کی ہیں۔

المنصور کے بعد اس کا بیٹا المہدی 158ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔طبابت کو اس وقت تک کافی عروج حاصل ہو چکا تھا۔چنانچہ اس کے زمانے میں حکیم المقنع نامی شخص گزرا ہے۔ اسے حکیم ابن عطا بھی کہتے ہیں۔اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ شخص علاقہ مرو سے تعلق رکھتا تھا۔ بڑا کریہہ المنظر انسان تھا۔چھوٹا قد اور باریک چشم۔اپنے علم و فن سے اس نے چاہ نخشب سے مصنوعی چاند نکالا تھا جو اس کنویں سے طلوع ہو کر چھ میل سے زیادہ رقبہ پر اصل چاند کی طرح ضیاء گستری کرتا تھا۔اس نے اپنے فنی کمالات کے گھمنڈ میں پیغمبری اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کیا تو خلیفہ مہدی نے اس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے فوج روانہ کی جس کے مقابلے میں ابن مقنع کے سفید پوش حواریوں کا لشکر آیا۔ماوراء النہر پر 161ھ کو گھمسان کا رن پڑا۔ابن مقنع کے لشکر کو شکست ہوئی۔ابن مقنع نے قلعہ بند ہو کر خودکشی کر لی۔تاریخ میں چاہ نخشب اور ماہ نخشب سے یہی چاند اور کنواں مراد ہے۔

مذکورہ حکایت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر دور میں باکمال اطبا و حکماء ہوئے ہیں جب زمانے کی ضروریات بڑھتی گئیں اور عقل انسانی روز بروز ترقی کرتی گئی تو معاملات زندگی میں ارتقاء ہونے لگا۔اس طرح طب نے بھی عظیم الشان ترقی کے مدارج طے کیے۔تاریخ طب اسی ارتقائی تسلسل کا نام ہے۔مختلف ادوار اور ممالک میں مختلف اقوام و ملل کے طبی ارتقاء کی تاریخ مختصر پیرائے میں درج ذیل ہے۔(5)

طب بابلی

تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بابل اور نینوا میں طب کی ابتداء پانچ ہزار سال قبل مسیح سے بھی پہلے ہوئی۔مگر وہاں بھی شروع میں مرض کی پیدائش کا سبب بھوت پریت یا خدائی قوانین کی خلاف ورزی گردانا جاتا،جس کے سبب دیوتا ناراض ہو کر انسان کو بیماری کا شکار کر

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دیتا۔ ماہرین آثار قدیمہ کو خشتی کتبے اور مخطوط ملے ان میں مختلف امراض کے نسخہ جات کے ساتھ وہ جادو اور منتر بھی درج ہیں جو مرض کے بھوت کو دفع کرنے کے لیے وضع کیے گئے تھے۔

جھاڑ پھونک کے طریق علاج کے ساتھ مریض کو کسی چوراہے میں لٹا دیا جاتا تھا۔ پھر راہ گزر سے مریض کی کیفیت بیان کی جاتی تھی۔ اگر کوئی اس مرض کے بارے میں نسخہ جانتا تو وہ بتا دیتا۔

اس طرح جو موثر دوائیں اور علاج ہوتا تو اس کو چاندی یا تانبے کی تختیوں پر کندہ کر کے دیوتا کے گلے میں ڈال دیتے۔ اس زمانے میں طبیب صرف ایک ہی مرض کا علاج کرتا۔ دوسرے مرض کا علاج نہ کرتا۔ پھر ان تجارب صحیح کے ساتھ انہوں نے کم و بیش اوہام فاسد اور قیاسات باطلہ کو مخلوط کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بتدریج ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کے مختلف شہروں میں طبی درسگاہیں اور شفا خانے قائم ہوتے گئے۔ لندن کے عجائب گھر میں (700) نام میں تحریر کی گئی آسوریہ کی خشتی کتاب نامکمل حالت میں موجود ہے وہ ایک قدیم اور مستند کتاب سے نقل ہے جسے بواسہ کے طبی مدرسے کے اساتذہ نے مرتب کیا۔ اس میں اکثر طویل نسخہ جات اور ایک ایک مرض کے کئی کئی علاج تحریر ہیں۔ نسخوں میں پلستوں، پلاسٹروں، شیافوں، مرہموں، طلاؤں اور حقنوں کا ذکر ہے۔

اس زمانے میں چین اور ہندوستان میں بھی بابلی طب کے اثرات پہنچے اور طب چین کی تو اساس ہی اس بابلی طب پر ہوئی۔

بابل کی تباہی کے بعد تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ طب کی ترقی کا مرکز مصر بنا اور پھر اس کے بعد طب کے تین مختلف مراکز بن گئے۔ چین، مصر اور ہندوستان اور اپنے اپنے مقام پر الگ الگ ارتقائی مراحل طے کرنے لگے۔ مصری طب نے اپنے اصلی مرکز کے قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ ترقی کی۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طب مصری

طب کا قدیم ترین اور ابتدائی سرچشمہ مصر ہے۔ جہاں اس کی بنیاد توہم پرستی اور جادوگری پر تھی۔ صدیوں پرانے مصری اہرام، مقبرے اور کھنڈرات کھودنے سے جو کتبات، تحریرات، مخطوطے اور فرعونوں کی حنوط شدہ لاشیں برآمد ہوئیں ہیں ان سے قدیم مصریوں کے تمدن و معاشرت اور پر اسرار علوم پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ قدیم مصری کتابیں یعنی بے بی رس اور مردوں کی کتاب جو کہ بھوج پتر پر تحریر ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک قدیم مصری بادشاہ آتھوسس نے جس کا زمانہ حیات حضرت مسیحؑ سے چھ ہزار سال قبل ہے علم طب پر ایک کتاب لکھی تھی۔ لیکن اس تحریر سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ قدیم الایام میں مصر میں طب محض ایک علم تسخیر یا جادوگری تھا۔

قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ مرض اور موت قدرتی اور لاعلاج ہیں وہ مرض کو جن یا بھوت کا سایہ سمجھتے تھے۔ اس لیے وہ جنتر منتر یا جھاڑ پھونک سے ان کا علاج کرتے تھے۔ اگرچہ مصر میں علم طب کی ابتداء باطل پرستی سے شروع ہوئی لیکن آہستہ آہستہ ترقی ہوتی چلی گئی۔ اوہام پرستی کے لیے جہاں انہوں نے مختلف دیوتا بنا رکھے تھے وہاں طب کا بھی ایک دیوتا معین کر رکھا تھا۔ جس کا نام الحوطب یعنی رب الشفاء تھا۔

مصری اس بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ یمن میں اس دیوتا کا سب سے بڑا مندر تھا۔ اس مندر کے پجاری مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ علاج جنتر منتر سے کیا جاتا اور بعض کا علاج جڑی بوٹیوں سے بھی کرتے تھے۔ اگرچہ مصر میں علم طب کی ابتداء باطل پرستی سے شروع ہوئی لیکن آہستہ آہستہ ترقی ہوتی چلی گئی۔ جس سے لوگوں کے توہمات بھی کم ہونے لگے اور علم طب کو فروغ حاصل ہوا۔ نامور اطباء نے اس کو مدون کیا۔ ہیروڈوٹس یونانی مورخ و سیاح نے حضرت عیسیٰؑ سے چار سو سال قبل ایشیائے کوچک ایران، شام اور مصر کا بڑا لمبا سفر کیا۔ وہ

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

مصریوں کے نظام طب کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے مصر میں سینکڑوں طبیب دیکھے جن میں سے بعض خاص خاص امراض کے علاج میں ممتاز تھے۔

چینی طب

چینی طبابت بھی روایتوں اورداستانوں سے شروع ہوئی ہے۔ اہل چین کے خیال میں ادویہ کے استعمال کوفروغ دینے والا پہلا شخص شہنشاہ ہوانگ ٹی تھا جس کا زمانہ حضرت مسیحؑ سے 3687 سال قبل تھا۔ اس سے دیگر اشخاص نے اس علم کو حاصل کرنے کے لیے اس علم کوترقی دی اور خاص خاص قواعدِ تشخیص اور اصول علاج اختراع کئے۔ قدیم چینی اطباء نبض شناسی اور تشخیص امراض میں واقفیت رکھتے تھے۔ لیکن علم تشریح وجراحی سے ناواقف تھے۔ البتہ علم ادویہ سے ان کو خاص واقفیت تھی۔ چنانچہ علاوہ نباتاتی ادویہ کے وہ حیوانی و جمادی ادویہ کا بھی استعمال کرتے تھے۔ مگر طب کو بحیثیت مجموعی ملک چین میں کوئی خاص ترقی نہ ہوئی۔ جبکہ آج چینی طب انتہائی عروج پر ہے۔ چینی طب کے مایہ ناز طریقہ علاج ایکوپنکچر یعنی سوزن کاری نے دنیا کومحوِ حیرت کر دیا ہے۔ اس طریقہ علاج سے انسانی جسم میں سوئیاں چبھو کر مختلف امراض کا علاج کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جسم کو بے حس کر کے بغیر نشہ کے آپریشن کر لیتے ہیں۔

طب یونانی

یونان میں بھی طب کی ابتداء ویسے ہی ہوئی جیسے کہ مصر میں ہوئی۔ چنانچہ قدیم یونانی لوگوں کا رب الشفا اسقلی بیوس تھا۔ وہ اسے دیوتا کا درجہ دیتے تھے جس کے مجسموں کی منادر میں پوجا کی جاتی تھی۔ ان منادر کے پجاری مریضوں کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے کہ مندر کے بڑے کمرے میں مریض کو سلا دیا جاتا تھا اور اس حالت میں وہ خود دیوتا سے اپنے دکھ درد کا حال بیان کر کے اپنے لیے دوا تجویز کرالیتا۔ لیکن مریضوں کو علاج کے متعلق جو خواب آتے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

تھے وہ نہایت پیچیدہ تھے جن کی تعبیر صرف مندر کے پجاری ہی کر سکتے تھے اور وہی مریضوں کے علاج معالجہ کے ذمہ دار ہوتے تھے۔

جب مریض تندرست ہو جاتا تو وہ اپنے مرض کا حال چاندی یا سونے کی تختی پر لکھ کر اسے مندر میں رکھ دیتا اور دیوتا کی نظر نیاز چڑھا کر رخصت ہو جاتا تھا۔ اس طرح پوجاریوں کو مختلف امراض کی کیفیت اور علاج کا طریقہ معلوم ہوتا رہا اور بعد میں مندر کے کمرے میں مریض کو لٹانا ایک روایت بن کر رہ گیا۔ کیونکہ پوجاریوں نے باقاعدہ مریضوں کا علاج کرنا شروع کر دیا تھا۔

یونان میں سب سے پہلے اسقلی بیوس نے باضابطہ علاج شروع کیا اور عوام میں اس کے سحر انگیز معالجات کی بڑی شہرت ہوئی اور اہل یونان اس کو موجد طب اور رب الشفاء تسلیم کرنے لگے۔

ابوالوفا ابن فاتک نے مختار الحکم میں بیان کیا ہے کہ اسقلی بیوس ہرمس اعظم حضرت ادریسؑ کا شاگرد تھا۔ مشہور یونانی شاعر ہومر نے اپنی نظم میں اس کی تعریف ہے۔ یونان میں جہاں کہیں وباء پڑتی اسقلی بیوس کی پوجا شروع ہو جاتی۔ مختلف مقامات پر اس کے نام کے دوسو مندر تعمیر کئے گئے۔ ان میں سب سے مشہور مندر ایتھنز میں ایک پہاڑی پر برگ زار میں واقع تھا۔ اس مندر کے اندر اسقلی بیوس کا مجسمہ رکھا رہتا تھا۔ جس کے سامنے مریض سر نیاز جھکاتے تھے اور اپنی تندرستی کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔ بقراط نے اپنے زمانے میں اس مندر میں سلسلہ علاج شروع کیا اور اس کا نام انفدوکین یعنی بیمارستان رکھا گیا۔

اسقلی بیوس کے بعد فیثاغورث نے علم طب کو یونان میں رواج دیا۔ لیکن اس کی باقاعدہ تدوین بقراط کے زمانے میں ہوئی۔ اس نے دیگر علوم کی طرح طب کو بھی یکجا مدون کیا۔ اس لیے تدوین کا سہرا بقراط کے سر ہے۔ اخلاط اربعہ کا نظریہ سب سے پہلے اسی نے قلم بند کیا۔ جسم پر آب و ہوا کے اثرات اور تناسب اخلاط کے اثرات کو بھی اس نے تفصیل سے واضح کیا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

اعضائے بدن، امراضِ بدن، جراحیات، معالجات، فصد اور حفظ صحت پر اس نے مختلف کتابیں لکھیں۔ طب نظری کی بنیاد ڈالی۔ بقراط کے بعد مختلف طبیبوں نے طب میں اضافے کئے۔ ارسطاطالیس نے طب کے اصول کلی کو منضبط کیا۔ دیسقوریدوس نے علم الادویہ کو ترتیب دیا اور جالینوس نے تشریح و منافع الاعضاء کا اضافہ کیا۔

جالینوس نے طب یونانی کو ایک مکمل علم کی شکل میں ترتیب دیا۔ اس نے تشریح اعضاء کی طرف خاص توجہ دی اور فن جراحی میں بڑے اضافے کئے۔ ادویہ کی تحقیق میں بھی اس نے بڑی دلچسپی لی اور مرکبات کو ترتیب دیا۔ درحقیقت موجودہ طب یونان کو کامل صورت میں جالینوس نے ہی مدون کیا۔

طب ہندی

طب ہندی کو آیوریدک کہتے ہیں۔ ہندو اس علم کی ابتداء برہما جی سے بتلاتے ہیں۔ برہما جی کے بعد دکھشن اندر مہاراجہ نے اس میں مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد چرک نے چرک سنگھتا بڑی مرتب کی۔ پھر دھنومنتری اور شرت جی کی کتاب شرت سنگھتا بڑی مشہور ہوئی اس کے بعد واگ بھٹ نے "واک بھٹ" نامی کتاب لکھ کر شہرت پائی۔ اس کے بعد مادھوا چاریہ اور سارنگ کی کتاب مقبول ہوئی۔ ابن اصیبعہ نے ہندوستان کے ویدوں میں کنکا۔ سنجھل......شاناق......جودر......منکہ اور اسیہ کا ذکر کیا ہے اوران کی قابلیت کا اعتراف کیا ہے۔

ہندوؤں نے علم الادویہ، عقاقیر، سموم، کیمیا اور جراحت میں خصوصاً ترقی کی۔ عربی اور فارسی میں شرت اور چرک کا ترجمہ کیا گیا۔

ابن مبارک نے اپنی مشہور کتاب المنقد کو آیوریدک سے اخذ کیا۔ اسلامی اطباء نے اکثر جڑی بوٹیاں، اطریفلات، سموم، معدنیات اور کشتہ جات کو آیوریدک سے اخذ کیا۔

خلیفہ ہارون رشید نے تین ویدوں منکہ، صالح اور ابن دھن کو بغداد بلوایا۔ منکہ نے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

سنسکرت کی طبی کتابوں کا بھی عربی میں ترجمہ کر دیا۔ اسی زمانے میں چرک کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔ ابو محمد زکریا الرازی نے اپنی کتاب الحاوی میں چرک اور شرت کا ذکر کیا ہے۔ بعض مقامات پر ان کی عبارتیں بھی نقل کی ہیں۔

ہندو آیوریدک کو الہامی قرار دیتے ہیں اور اس کا آغاز دوسری سے چوتھی صدی کے درمیان ہوا۔ آیوریدک کے معنی علم الشفاء کے ہیں۔ کاراک، شرت اور راگ بھات ہندی نے اس فن کے اصول و مبادی وضع کیے۔ ان میں اول الذکر مہاراجہ کنشک کا روباری حکیم تھا، شتر آیوریدک پر پہلی تصنیف ہے جو دئیداتریا کے خیالات کی ترجمانی کرتی ہے۔ پھر کاراک نے سمہتا میں فن طب کو عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ روایات کے مطابق اس نے دیوداس کے طبی نظریات کو اس میں سمو دیا ہے۔ جس نے کاسی کے راجہ کے ہاں جنم لیا اور لوگوں کو امراض سے نجات دلائی۔ ہندو دیومالا کے مطابق سمندر کو بلونے پر دھنومنتری کو امرت منتھن ہاتھ لگا تھا۔ ہندو اس کو اوتار سمجھتے ہیں اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اس کے مجسمے میں چار ہاتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سنکھ، چکر جونک اور امرت کا پیالہ پکڑے ہوئے دکھاتے ہیں۔

طب ایرانی

ایران کے مخصوص جغرافیائی محل وقوع کی بنا پر یہ علاقہ مختلف النوع آب و ہوا کے سبب جڑی بوٹیوں کی افزائش کے لیے بڑا سازگار رہا ہے۔ اس لیے اوستا کی قدیم کتاب کا ایک باب تو جڑی بوٹیوں کے خواص پر مشتمل ہے اور ایک قدیم روایت کے مطابق لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کوئی مرض ایسا نہیں جس کا علاج نباتات میں نہ ہو اور پھر ایران کو تمدنی چوراہے کی حیثیت حاصل تھی۔ اس لیے دنیا طب کی طبی روایات سے خوب مستفید ہوئی اور پھر دربار ایران سے مشہور طب کنسز یاس کی وابستگی اس امر کی شاہد ہے کہ ایران کی شاہی سرپرستی کے سبب بڑے اطباء سرزمین ایران میں وارد ہوئے۔ ایران اپنی طویل تاریخ کے دوران ہمیشہ دنیا کے بڑے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بڑے طبی مراکز میں سے رہا ہے۔ اسی مداوت کے سبب جندی شاہ پور کا مدرسہ معرض وجود میں آیا۔ جو قدیم ترین طبی مدرسہ تھا۔ یہاں ہی طب اسلامی کی بنیادیں استوار ہوئیں۔ حضورؐ کی بعثت کے وقت جند شاہ پور کے علم وفضل کا آفتاب عین نصف النہار پر تھا۔ اس شہر میں کئی شفاء خانے تھے۔ فارابی، بوعلی سینا، رازی، میروی، فرجانی جیسے بلند پایہ اطباء کو اس نے متعارف کرایا۔ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں ایران ہندوستان کے لیے علم وحکمت کی بڑی دانش گاہ تھی جہاں تشنگان علم اپنی پیاس بجھاتے اور اس کے چشموں سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اس وقت ایران پر سلاطین صفویہ کی حکمرانی تھی۔ وہ علم وحکمت کے سرپرست تھے۔ اس لیے وہاں طبی تعلیم کے متعدد مراکز تھے اور اس کے علاوہ تبریز، مشہد اور گیلان میں فاضل اطباء علم الطب کا باقاعدہ درس دیتے تھے۔

ایران میں حکیم عماد الدین، محمود شیرازی اور عنایت الدین منصور شیرازی اپنے فضل و کمال کے حوالے سے بہت شہرت رکھتے تھے۔ یہاں کے شفا خانے کی طبی تربیت اور معتبر طبی کتب کچھ اس انداز سے اہل علم کے سامنے آئیں کہ سترھویں صدی تک دنیا کے بڑے بڑے میڈیکل کالجوں میں قانون ابن سینا درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔ عرب کا معروف طبیب حارث بن کلدہ جندی شاہ پور کی طبی درس گاہ کا فارغ التحصیل تھا۔ ایرانیوں نے بابلی اور یونانی طب سے استفادہ کیا۔ بقراط اور جالینوس کی کتب کے فارسی تراجم قابل ذکر ہیں۔ سکندر اعظم کی تخت وتاراج میں ایرانیوں کا علم طب ضائع ہوا۔ اس لیے اس وقت ان کی طب وحکمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن عرب علم دوست تھے۔ ایران فتح کرنے کے بعد شاہ پور پر آنچ نہ آنے دی بلکہ علم وفضل کا مرکز یہ مدرسہ ترقی کرتا رہا۔

طب رومی

دور قدیم میں ازالہ مرض کے لیے جو عقیدہ تمام اقوام میں مشترک تھا کہ وہ اس بارے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

میں انتہائی قدامت پسند تھے۔ جنتر منتر اور تعویذ گنڈے کو ہی علم الاعلاج کی بنیاد سمجھتے تھے۔ اس سبب رومی بھی جادو ہی سے علاج کرتے تھے۔ جب اہل روم تمدن سے آشنا ہوئے تو انہوں نے طب یونانی سے بہت کچھ اخذ کیا۔ اس علم کو روم میں پھیلانے کا سہرا ایک یونانی حکیم ارخقطوس کے سر ہے اس کے بعد کئی طبیب نقل مکانی کر کے روم جا بسے۔ سب سے پہلا رومی طبیب حکیم لیکوس گزرا ہے۔ اس نے علم طب کی تاریخ کے ساتھ مختلف طبی اصولوں کو یک جا کیا۔ اس نے بقراطی اور سکندری اطباء کے لٹریچر پر ناقدانہ نظر ڈالی۔ اس کے بعد سرنویس نامی طبیب نے امراض النساء پر ایک عمدہ کتاب لکھی۔ پہلی صدی عیسوی میں روم کے اطباء کا ایک گروہ اس عقیدہ پر یقین رکھتا تھا کہ عام جسمانی حرکات روح بسیط کے اثر سے ہوتی ہیں اس فرقہ کا بانی اطی نوس تھا۔ اس فرقہ میں ارضی جی نس جیسے عظیم طبیب شامل تھے۔ ان دونوں کا ذکر رومی شاعر موفل نے کئی ایک جگہوں پر کیا ہے۔ محققین طب میں پلاطنی کا نام سرفہرست ہے۔ جس کی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ طبیعات سینتالیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ بے مثل طبیب 79ء میں کوہ ویسوویس کی آتش فشانی میں لقمہ اجل ہوا۔ روم کے بادشاہ کلوودوس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہاتھ کے لمس سے ہی امراض کو دور کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ ایکلاویوس ایک نامور حکیم تھا۔ جو مریضوں پر نیم بے ہوشی طاری کر کے ان کا علاج معالجہ کرتا۔ مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہی وہ شفایاب ہو جاتا اس کا طریقہ علاج بالکل ہپناٹزم کا سا تھا۔ (6-7)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ارتقاء طب

انسان کے عظیم ہونے کی کہانی، اس کے کے فکر و تدبر کے وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم تر ہوتی گئی۔

قانون فطرت کے مطابق صرف انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جو کہ عمل کا محترک ذریعہ (Active Source) ہے۔ کائنات کے باقی تمام ذرائع غیر متحرک (Non Active) عمل کے حامل ہیں۔

دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام غیر متحرک ذرائع انسان کے تابع ہیں اور اس کی خدمت کے لیے ہیں۔

تاریخ ہمیں صحیح طور پر نہیں بتاتی کہ انسان نے کس قدر طویل فطری دور گزارا۔ شاید اسی فطری دور میں وہ غیر معمولی کائناتی تغیر سے طاقتور فطری قوتوں سے مرعوب ہوا ہوگا۔

انسان کے فکر کی وسعت نے انسان کو تدابیر کرنے پر مجبور کیا ہوگا اس فطری دور میں ہی انسان طوفانوں، زلزلوں اور دیگر آفات سے خوف زدہ ہوا ہوگا۔

خلیل جبران کا کہنا ہے کہ اسی فطری دور میں کسی لادینص شخص نے ان قدرتی آفات سے خوفزدہ انسانوں کو زمینی اور آسمانی دیوتاؤں کا تصور دے کر انہیں طیبو اور کئی قسم کی رسومات ادا کرنے کے لیے قائل کیا ہوگا اس طرح کہانت کا ادارہ وجود میں آیا اور تہذیب وتمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ کہانت کا ادارہ بھی مستحکم ہوتا رہا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

قدیم فطری دور کے پروہتوں نے آفات وبلیات سے محفوظ رہنے کے لیے کئی قسم کے دیوتاؤں کو وضع کیا اور ان دیوتاؤں کی خوشنودی کو انسان کی بقاء اور کسی قسم کی بارآوری سے منسوب کردیا۔

علمائے بشریات، ماہرینِ آثار قدیمہ اور مؤرخین صدیوں سے انسانی تمدن کی ابتداء کا سراغ لگاتے چلے آرہے ہیں۔

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ تمدنی دور کا آغاز وادی نیل میں ہوا۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ تمدن کی ابتداء وادی سندھ میں ہوئی جبکہ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ تمدن کا آغاز ''مسیو پوٹیمیا'' موجودہ عراق میں ہوا۔ چار ہزار قبل مسیح اس کو کالویا کہا جاتا تھا۔

لیکن کالویا کے لوگوں کو سمیری کہا گیا ہے اس کے علاوہ وادیٔ سندھ کی تہذیب اور مصری تہذیب بھی سمیری تہذیب سے ہی فیض یاب ہوئی تھیں۔

سمیری ہی وہ اولیں لوگ تھے جنہوں نے حروف تہجی اور خونیقیوں نے ابجد ایجاد کئے سمیریوں نے اوزان کے پیمانے اور سونے چاندی کے سکوں کو رواج دیا، فن تعمیر، ضابطہ قوانین اور دیوتاؤں کا مت بھی متعارف کروایا۔ دھرتی ماں کی پوجا کے علاوہ بدروحوں پر عقیدہ بھی سمیریوں نے ہی ایجاد کیا۔ ان کا کہنا تھا بدروحوں کو سحر وجادو سے قابو میں لایا جاسکتا ہے۔

دیوتاؤں کے معبدوں پر چڑھاوے اور قربانیوں کو عبادت کا درجہ حاصل تھا۔ تخلیق آدم کی کہانی بھی انہیں سے منسوب ہے۔

مٹی کی الواح پر لکھی ہوئی گل گامش کی داستان سے معلوم ہوتا ہے کہ سمیری جو کہ شہر بابل کے باشندے تھے، کس قدر علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ تمدن کے آغار سے ہی مقتدر لوگوں نے شرفا اور غلاموں کے طبقات کو جنم دیا۔ بابلیوں نے عظیم الشان شہر بسائے اور بہت سے علوم کی افادیت کو دریافت کیا۔

بابلی مذہب کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا کہانت کا ادارہ تھا۔ کاہن غیب دانی کا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دعویٰ کرتے اور جادو ٹونے سے مریضوں کا علاج بھی کرتے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے، بابل، نینوا، گندھارا اور چینی تہذیبوں کا بھی پتا چلایا ہے۔ ان تہذیبوں کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

گندھارا اور قدیم چینی باشندے دھات کاری، کیمیائی اشیاء کے طبعی خواص اور دیگر کیمیائی فنون (Chemicalart) سے واقف تھے۔ اس کے علاوہ رنگ سازی اور کاغذ سازی کی تکنیک سے بھی واقف تھے "Empido cles"

یونانی فلاسفر "ایمپی ڈاکلز" زمین پر جن چار عناصر کے وجود کا قائل تھا وہ عناصر آگ ہوا، مٹی اور پانی ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ یہ عناصر ایک دوسرے میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔ ارسطو (Aristotle) بھی انہی بنیادی عناصر پر یقین رکھتا تھا اور اس کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ عناصر ایک دوسرے میں تبدیل نہیں کیے جا سکتے۔ یونانی دور زیادہ تر نظری سائنس (Theoretical Scince) کا دور تھا۔ کیمیا چونکہ بنیادی طور پر عملی سائنس کی مرہون منت ہے اس لیے یونانی دور میں سائنس کا یہ شعبہ کوئی قابل ذکر ترقی نہ کر سکا۔

مصریوں کا عظیم الشان کام طب پر تھا جس علم طب کو عام زبان میں یونانی کہا جاتا ہے اس طب کے اصول و مبادی مصری طبیبوں نے ہی دریافت کیے تھے۔

بقراط اور حکیم جالینوس نے دراصل مصری اطباء کے طبی اصولوں کو آگے بڑھایا تھا۔

مصری تہذیب میں طب اور جادو کا بہت گہرا تعلق تھا۔ مصری حفظان صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔

خود یونانی تاریخ دانوں کی روایت کے مطابق یونانیوں نے چودھویں صدی قبل مسیح میں حروف تہجی بابلیوں سے سیکھے تھے۔ یونانی فلسفہ، سائنس اور دیگر فنون انہوں نے ان ایشیائی لوگوں سے سیکھے تھے جو ڈورین قبائل کے حملوں کی شدت سے بچ کر بحرہ روم کے ساحلوں پر آباد ہو گئے تھے۔

دراصل یونانیوں نے مصریوں، بابلیوں اور کنعانیوں سے بھی تمام علوم سیکھے تھے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

یونانیوں نے جیومیٹری اور طب مصر کے لوگوں سے حاصل کیا اور علوم ہیت اور فلسفہ بابلیوں سے سیکھا۔

یونانی فلسفے کا بانی طالیس 640 قبل مسیح میں ملیٹس میں پیدا ہوا۔ اس نے سائنس، ہیت اور ریاضی کے اصولوں کو دریافت کیا۔ اس کے بعد اقلیدس نے جیومیٹری میں طالیس کے دریافت شدہ اصولوں سے استفادہ کیا۔

طالیس نے سائنس اور فلسفے کو باہم مربوط کرنے کا آغاز بھی کیا۔ طالیس عہد عتیق کا پہلا سائنس دان تھا جس نے سورج گرہن کی پیش گوئی کی جو صحیح ثابت ہوئی۔ اس نے علم ہیت بابلی ہیت دانوں سے سیکھا تھا۔

طالیس نے نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات دیوتاؤں نے تخلیق نہیں کی بلکہ کائنات پانی سے بنی ہے۔ طالیس پہلا شخص تھا جس نے یہ انقلابی نظریہ پیش کیا۔

طالیس کے بعد اس کے شاگرد اناکسی مینڈر نے اس نظریہ کی عملی تشریح کی اس طرح سائنس اور فلسفے کی عملی شکل ظاہر ہونا شروع ہوئی۔ اس سلسلے میں طالیس، اناکسی مینڈر، زینوفینس، پروتا گورس، بقراط اور ڈیما کریٹس نے اسی عملی شکل کو مزید نکھارا۔

دوسرے دور میں فیثا غورث، پارمی نائیڈیس، ہیر یقلیٹس اور افلاطون نے اس میں نمایاں کام کیا۔

ہیر یقلیٹس کا کہنا تھا کہ کائنات پانی سے نہیں بلکہ آگ کے جوہر سے وجود میں آئی۔ اس نے جدلیات (Dilltis) کا نظریہ پیش کیا تھا۔ جدید دور میں ہیگل اور مارکس نے اس کے جدلیاتی فلسفے کی تجدید کی۔

ڈیما کریٹس نے ایٹم کا نظریہ پیش کیا کہ کائنات ناقابل تقسیم ذرات سے مل کر بنی ہے اس کا کہنا تھا کہ یہ ناقابل تقسیم ذرات ہر وقت حرکت میں رہتے ہیں۔

اس کا کہنا تھا کہ ہر مسبب کا ایک سبب ضرور ہوتا ہے۔ وہ مادیت پسندوں کا امام کہلایا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ایمپی ڈاکلز (Empi Docles) نے ارتقاء کا نظریہ پیش کیا اور عناصر اربعہ ہوا، پانی، مٹی اور آگ کو کائنات کی تخلیق کے عناصر بتایا۔

انا کساغورس نے کہا کہ چاند ٹھوس ہے، اس پر پہاڑ ہیں اور چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

اس طرح دیوتاؤں کے وجود سے انکار کیا گیا اور کائنات اور انسانی جسم میں ہونے والی تبدیلیوں کو سائنسی حوالے سے ثابت کیا گیا۔

بقراط بھی کیونکہ اسی سلسلے کا سائنس دان اور طبیب تھا اس لیے اس نے طب کو جادو، سحر، ٹیبو اور رسوم سے علیحدہ کر کے خالص علمی بنیادوں پر اس کے اصول وضوابط مرتب کئے اور طبی ضابطہ اخلاق وضع کیا۔(8)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

kutubistan.blogspot.com

بقراط کے سوانحی حالات

تاریخ دانوں کا کہنا ہے کہ ہپوکریٹس (Hippocrates) 460 قبل مسیح میں جزیرہ کوس (Kos) میں پیدا ہوا۔ عرب اسی ہپوکریٹس کو بقراط کہتے ہیں۔

تاریخ دانوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہپوکریٹس نامی طبیب اور سرجن نے اپنے علم و تجربہ کے حوالے سے شہرت دوام حاصل کی۔

بقراط کی زندگی کے بارے میں کوئی زیادہ معلومات نہیں ہیں اس کی موت کے صدیوں بعد سینہ بہ سینہ روایات نے اسے ایک غیر معمولی انسان اور حکیم ظاہر کیا ہے۔

بقراط کے متعلق یہ روایات کچھ زیادہ ٹھوس نہیں ہیں۔

افسس کا سورانوس (Ephesus of Soranus) بقراط کا پہلا سوانح نگار

سورانوس (Soranus) نے دوسری صدی عیسوی میں یونان کے زیر انتظام افسس (Ephesus) شہر میں خواتین کی مخصوص بیماریوں کے علاج Gynecologist کے حوالے سے شہرت پائی۔

یہی سورانوس بقراط کا اولین سوانح نگار تھا۔ سورانوس نے بقراط کے بارے میں تمام معلومات کو اکٹھا کیا اور ان معلومات سے استفادہ کرنے کے علاوہ اس نے چوتھی صدی قبل مسیح کے ارسطو کی تحریروں میں سے بھی بقراط کے بارے میں مواد حاصل کیا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دسویں صدی عیسوی میں سوداس (Suidas) اور بارھویں صدی عیسوی میں جان ٹزٹیز(john Tzetzes) نے بھی بقراط کی سوانح لکھیں۔

سورانوس کا کہنا ہے کہ بقراط کے باپ کا نام ھیراکلاڈلیس (Heraclides) تھا۔ ھیراکلاڈلیس اپنے زمانے کا نامور طبیب تھا۔

بقراط کی ماں کا نام پراکسٹیلا (Praxitela) تھا جو کہ اپنے دور کے نامی گرامی شخص فینارینٹس کی بیٹی تھی۔

بقراط کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام تھیسالیس(Thessalus) اور دوسرے کا ڈراکو (Draco) تھا۔

بقراط کی ایک بیٹی تھی جس کے خاوند کا نام پولی بس(Poly Bus) تھا۔ بقراط کے دونوں بیٹے اور داماد بقراط کے شاگرد تھے۔ انہوں نے علم طب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بہت شہرت پائی۔

حکیم جالینوس(Dr.Galen) کا کہنا تھا کہ بقراط کے علم و تجربے کا حقیقی جانشین پولی بس تھا کیونکہ اس نے تمام قوائد صحیح طور پر سیکھے اور ان سے مکمل استفادہ کیا تھا۔

بقراط کے دونوں بیٹوں تھیالیس اور ڈراکو کے ایک ایک بیٹے کا نام اپنے دادا کے نام پر بقراط تھا۔(9)

سورانوس کا کہنا ہے کہ بقراط نے علم طب اپنے باپ اور دادا سے سیکھا تھا۔ جبکہ دوسرے علوم ڈیموکریٹس(Democritus) اور غورجیاس(Gorgias) سے حاصل کیے۔

اسکلیپیون آف قوس(Asklepieion of Kos) میں تعلیم حاصل کرنا

افلاطون نے مقالات حکمت میں لکھا ہے کہ بقراط نے اسکلیپیوں کی شفا بخش درس گاہ سے تعلیم حاصل کی اور طب کی تربیت لی تھی۔ بقول افلاطون بقراط نے اسکلیپیون میں تھیرس

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کے حکیم اعظم ہیروڈیکوس آف سیلیمبریا (Herodicus of Selymbria) سے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔

صرف افلاطون ہی نے ہی بقراط کو اسکلپیون کا طالب علم بتایا ہے۔ جبکہ دوسرے سوانح نگاروں کا بیان اس سے مختلف ہے۔ (10)

بقراط نے علم طب پر عبور حاصل کرنے کے بعد اپنے طبی نظریات اور فن کو پھیلانے کے لیے تھسلی Thessaly، تھریس Thrace اور بحرہ روم کے ساحلی علاقوں تک کا سفر کیا تھا۔

اسکلپیون (Asklepieion)

اسکلپیون کا ذکر ہمیں سب سے پہلے قدیم یونانی رزمیئے ہومر کی ایلیئڈ میں ملتا ہے۔ ہومر نے اسکلپیون کو ایک بہادر اور شجاع سورمے کا درجہ دیا ہے۔ اسکلپیون وجیہہ اور شاندار شخصیت کا مالک ہے۔ اس کی پروقار شخصیت میں اس کا سرخ و سفید چہرہ اور گھونگھریالی زلفیں اس کو دیوتاؤں کا حقیقی نمائندہ ظاہر کرتی ہیں۔ وہ شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھانے کے علاوہ انتہائی ہمدرد انسان بھی تھا۔ ہومر نے اپنے اس کردار کو ایلیئڈ میں نہایت ہی شاندار انداز میں پیش کیا ہے لیکن اس نے اسکلپیون کو طبیب یا حکیم ظاہر نہیں کیا۔

بقراط اور علم طب کو اسکلپیون سے خاص تعلق ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسکلپیون یا اسقلی بیوس کو سمجھا جائے تاکہ ہم اس کے پس منظر کو سمجھ کر بقراط کے علم طب کی حقیقت تک پہنچ سکیں۔

یونانی بہت سے دیوتاؤں کو مانتے تھے۔ ان دیوتاؤں میں زیوس (Zuse) ان کا معبود اعلیٰ تھا۔

زیوس کا مقدس مندر ڈلفی میں تھا۔ اس مندر کے دروازے پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ اپنے آپ کو پہچانو Know Yourself ڈلفی کے اس مندر میں ایک کاہنہ اعظم تھی، دور دور کے

علاقوں سے لوگ اس کاہنہ سے اپنی حاجات کے لیے فال لینے آتے تھے۔ اس کاہنہ کے بارے میں مشہور تھا کہ زیوس کی جانب سے اس پر الہام ہوتا ہے اور وہ وجد کی حالت میں بالکل سچ سچ بتا دیتی ہے۔ اس لیے لوگ خاص کاموں اور اپنی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اس سے رجوع کیا کرتے تھے۔ (11)

یونانی مذہب دیومالائی تھا اور رسوم و عبادات سینہ بہ سینہ چلی آتی روایات کے مطابق ادا کی جاتی تھیں۔ ان دیومالائی قصوں میں غیر معمولی مبالغہ آرائی تھی۔

زیوس، اپالو، اتھینا اور افروڈائٹ وغیرہ دیوی دیوتا یونانی مذہب کے معروف دیوتا تھے۔
• یونانی دیومالا کے مطابق اپولو دیوتا جو کہ محبت کا دیوتا تھا، یونان کے سنگتراش فیدیاس نے زیوس کا شہرہ آفاق مجسمہ تراشا تھا جو کہ ساٹھ فٹ بلند تھا اور اس کا شمار عجائبات عالم میں ہوتا تھا۔ اسکلیپیون اسی کے خاندن سے تعلق رکھتا تھا اور اسے اپالو کی خاص عنایت حاصل تھی۔ (12)
اب ہم جان چکے ہیں کہ اسکلیپیون یا اسقلی بیوس نامی ایک فانی شخص ضرور تھا۔ جس کو بیمار انسانوں سے محبت تھی اور وہ ان کا علاج کر کے انہیں تندرست کر دیا کرتا تھا۔
لیکن یونانی دیومالائی داستانوں نے اسے دیوتا بنا دیا تھا۔ اس لیے اس کی موت کے بعد یونان، روم اور جزائر میں دو ہزار سے زائد مندر اس کے نام سے منسوب تھے۔
اسکلیپیون کو شفا بخش دیوتا کا درجہ دے دیا گیا تھا اس لیے اس کے مندروں کے کاہن مندر میں آنے والے مریضوں کا علاج جڑی بوٹیوں سے کیا کرتے تھے۔ اسکلیپیون کے مندروں کے کاہن اور پجاریوں سے بیمار لوگ بہت متاثر تھے اس لیے ان کے عقیدے کے مطابق انہیں شفا بھی مل جاتی تھی۔

طب کا یہ خاص علم صرف اسکلیپیون کے مندروں کے ان پجاریوں اور کاہنوں تک محدود تھا۔

اگرچہ یہ کاہن اور پجاری علم طب کی کچھ جزویات کا ہی علم رکھتے تھے لیکن زیادہ تر لوگوں

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کا عقیدہ تھا کہ بیماری انسانی اعمال کی شامت ہے اس لیے بیماریوں کی بدروحیں ان کے جسم میں داخل ہو کر انہیں بیمار کر دیتی ہیں۔ بقراط کا دادا بھی ایسے ہی ایک اسکلیپیون کے مندر کا کاہن تھا لیکن اس نے انسانی جسم کے بارے میں ایک نئی دریافت کر لی تھی کہ انسانی بیماری کا سبب شامت اعمال اور بدروحیں نہیں ہیں بلکہ انسانی جسم میں کوئی غیر متوازن خوراک اس کے جسم کی قوت حیات میں گڑبڑ پیدا کر دیتی ہے۔(13)

بقراط کا باپ ہیرا کلاڈلیس بھی اپنے باپ کا شاگرد تھا۔ اس نے بھی شامت اعمال اور بدروحوں کے عقیدے کو تج کر انسانی جسم کی ساخت و بناوٹ کے حوالے سے مزید آگے بڑھ کر جڑی بوٹیوں کے قدرتی اثرات کو دریافت کر لیا تھا۔(14)

بقراط نے علم طب اپنے دادا اور باپ سے ہی حاصل کیا تھا اس لیے بقراط نے عظیم سائنس دان طالیس کا مطالعہ بھی ضرور کیا ہوگا اور فطری علاج کی جانب اس کا رجحان اپنے باپ اور دادا سے بھی زیادہ ہو گیا ہوگا۔

اسکلیپیون کے بارے میں یونانی ادب میں بہت سی بے تکی خرافات اور مبالغہ آمیز کہانیاں ہیں۔ ان مبالغہ آمیز کہانیوں نے اسکلیپیون اور بقراط کے اصل کردار اور حقیقی کام کو منظر عام پر لانے کے بجائے متنازعہ بنا دیا ہے۔

ہم اس پس منظر کے حوالے سے حقیقی طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ بقراط نے اسی مندر نما اسکلیپیون سکول میں طب کی عملی تعلیم حاصل کی تھی۔(15)

ڈیلفی کے مندر میں حاضری

سورانوس (Soranus) کا کہنا ہے کہ بقراط کے خاندان میں طب و حکمت پر عموماً بحث مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ بقراط اپنے دادا سے اکثر ایسے سوالات کیا کرتا تھا۔ جن کے جواب شاید اس کے دادا کے پاس بھی نہیں ہوتے تھے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط نے جب بچپن سے جوانی میں قدم رکھا تو اس وقت اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔

وہ مردانہ حسن میں یگانہ تھا اس کا لامبا قد، سرخ وسفید چہرہ جوانی کی توانائی سے بھرپور تھا۔ اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں نہایت چمکدار تھیں۔ اس کی شخصیت میں جوانی کا خمار نہیں بلکہ سنجیدگی تھی۔

بقراط دراصل اپنے باپ دادا سے مختلف تھا، وہ جدید دور کا انسان تھا۔ جب وہ اپنے بڑوں سے دیوتاؤں کے قصے سنتا تو سوچتا کہ کیا یہ دیوتا ایسے کارنامے بلاسبب انجام دے سکتے ہیں؟

ان دیوتاؤں کی داستانوں میں ایلیئڈ اور اوڈیسی تو ہر یونانی کے لیے اولین درسی کتابیں تھیں لیکن بقراط کو ان پر یقین کرنے میں شاید تامل تھا۔

بقراط کے دادا نے اپنے بیٹے ہیراکلاڈیس (Heraclides) کو مشورہ دیا کہ بقراط کو شاید دیوتاؤں پر مکمل یقین نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس کو دیوتاؤں پر مکمل یقین دلانے کے لیے ایتھنز لے جایا جائے۔ اس سے کئی فوائد ہو سکتے ہیں ایک تو سفر کے تجربات اور مشاہدات اس کی معلومات میں اضافہ کریں گے دوسرا ڈیلفی کے مندر کی کاہنہ سے اس کے مستقبل کے بارے میں تعین کیا جائے اور تیسرا وہاں دیوتاؤں کے عقیدت مندوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دیوتاؤں پر اپنا عقیدہ پختہ کر لے گا۔

ہیراکلاڈیس نے ایتھنز کے سفر کے لیے بھرپور تیاری کی۔ قوس میں ایتھنز جانے والے جہاز موسم بہار کے شروع میں روانہ ہوتے تھے۔ ان جہازوں پر تجارتی سامان ایتھنز لے جایا جاتا تھا اور بڑی تعداد میں مقدس مقامات کی زیارت کرنے والے زائرین بھی سفر کرتے تھے۔

ہیراکلاڈیس نے ایتھنز جانے والے ایک جہاز کے کپتان سے بات کر لی اور بقراط کے اس سفر کے لیے خاص ارغوانی رنگ کا لبادہ تیار کروایا لیکن بقراط نے ارغوانی لبادہ پہنے کی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بجائے صرف سادہ سفید سوتی لبادہ ہی پسند کیا۔ ارغوانی رنگ کے لبادے اس دور کے شرفاء اور دولت مند لوگوں کی خاص پہچان تھے۔

بقراط نے اپنا جرمی تھیلا، زیتون کی لکڑی کا پیالہ اور اپنی منقش چھڑی کو ہی اپنے ساتھ لے جانا پسند کیا۔

کئی دنوں کے سفر کے بعد باپ بیٹا جب ڈیلفی کے مندر میں پہنچے تو وہاں زائرین اور عقیدت مندوں کا جم غفیر تھا۔

مندر کے کاہن کو مخصوص بھینٹ دینے کے بعد کئی دن انتظار کرنا پڑا لیکن مندر کی کاہنہ نے بقراط کے بارے میں کوئی پیشن گوئی نہ کی۔ بقراط نے اگرچہ مندر کے زائرین سے بہت کچھ سیکھا لیکن وہ مندر کے صدر دروازے پر ''اپنے آپ کو پہچانو!'' کے الفاظ کے علاوہ کسی بھی چیز سے متاثر نہ ہوا۔ بلکہ اس کا دیوتاؤں پر جو تھوڑا بہت عقیدہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔

علم و شعور میں وسعت

میخائل ایلیسن اور ایلینا سیگاں نے علم و شعور کی وسعت کے حوالے سے کہا ہے کہ بقراط کے زمانے کے آدمی کو سچ اور پریوں کے قصے، علم اور وہم کے درمیان فرق ہی معلوم نہ تھا۔ لیکن بقراط نے وہم کو علم سے اسی دور میں الگ کر لیا تھا۔ جبکہ وہم کو علم سے الگ ہونے میں ہزاروں سال لگ گئے۔ قدیم رزمیہ نظموں میں مختلف قبیلوں اور سرداروں کی تاریخ کو دیوتاؤں اور سورماؤں کے قصوں سے، صحیح جغرافیائی معلومات کو مصنوعی جغرافیہ سے، ستاروں کے بارے میں پہلی معلومات کو قدیم داستانوں سے الگ کرنا خاصہ مشکل کام ہے۔

یونانیوں نے ہمیں ایلیڈ اور اوڈیسی جیسی قدیم رزمیہ نظمیں دی ہیں ان نظموں کے گیت بہت ہی قدیم ہیں۔

یہ داستانیں شہر ٹرائے کے محاصرے اور اس کی شکست سے اور ایک یونانی سردار

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

اوڈیسیکس کے ان سفروں سے تعلق رکھتی ہیں جو اس نے غیر ملکوں اور سمندروں کے کیے۔ یہاں تک کہ آخر کار وہ آیتھکا واپس لوٹ آتا ہے۔

شہر ٹرائے کی دیواروں کے نیچے دیوتا عام فانی انسانوں کے شانہ بشانہ لڑے تھے۔ کچھ دیوتا حملہ آوروں کی طرف تھے اور کچھ محصور لوگوں کے ساتھ تھے۔

اگر دیوتاؤں کا کوئی پسندیدہ شخص خطرے میں ہوتا تو وہ اسے جھپٹ لیتے اور سلامتی کی جگہ پر پہنچا دیتے۔ کوہ اولمپس پر دیوتا جشن کے دوران بحث کرتے کہ آیا جنگ کو جاری رکھا جائے یا جنگ کرنے والے فریقین میں صلح کروادی جائے۔ ان داستانوں میں سچ اور جھوٹ گڈمڈ ہے لیکن داستان کہاں ختم ہوتی ہے اور سچا واقعہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ کیا یونانیوں نے کبھی ٹرائے کے شہر کا محاصرہ کیا تھا؟ کیا ٹرائے شہر حقیقت میں کوئی وجود رکھتا تھا؟ علماء اس پر برسوں سے بحث کرتے رہے ہیں۔ پھر ایک ماہر آثار قدیمہ کے پھاوڑے نے اس بحث کا خاتمہ کر دیا۔

ایلیڈ میں جو نشانات بتائے گئے ہیں ان کے مطابق ماہرین آثار قدیمہ نے ایشائے کوچک جا کر کھدائی کی اور ٹرائے شہر کے کھنڈر دریافت کیے۔

اگرچہ اوڈیسی میں بھی سچی باتیں تھیں۔ یہ بات جغرافیہ دانوں نے ثابت کی۔ انہوں نے نقشے کے ذریعے اوڈیسیکس کے سفروں کا جائزہ لیا اگر آپ نقشہ دیکھیں تو Lotus-eaters کا ملک جزائر ایئوس حتیٰ کہ سیلا اور کاریبولیس بھی آپ کو ملیں گے۔ اسی جگہ اوڈیسیس کے جہاز کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

Lotus-Eaters کا ملک دراصل افریقہ میں ٹریپولی کا ساحل ہے اور جزائر ایئوس اٹلی میں وہ جزیرے ہیں جنہیں آجکل لپاری کہا جاتا ہے جبکہ سیلا اور کاریبولیس سسلی اور اٹلی کے درمیان کی آبنائے ہے۔ اوڈیسی میں سچی باتیں تو ہیں اگر آپ قدیم دنیا کے جغرافیہ کا مطالعہ اوڈیسی کے ذریعہ کرنا چاہیں گے تو یہ ایک زبردست غلطی ہوگی۔ مہموں اور سفروں کے

کارناموں سے بھرپور اس کتاب میں جغرافیہ کو ناقابل یقین داستانی لباس پہنایا گیا ہے پہاڑوں کو عفریتوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور جزائر کے وحشی باشندے ایک آنکھ والے آدم خور بن گئے ہیں۔

لیکن بقراط نے شاید ان قصوں اور اس کے دیوتاؤں کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ تو ہر بات کو اپنے مشاہدے اور تجربے پر پرکھنا چاہتا تھا اس لیے اس کے شعور کی وسعت اس دور کے عام لوگوں سے بہت زیادہ تھی۔ وہ وہم اور علم میں تفریق کرنے کا شعور حاصل کر چکا تھا۔

اس نے قیاس اور تجربے کو مستحکم بنیادیں فراہم کیں مسبب اور سبب کے کلیے کو یقینی تسلیم کیا۔(16)

نیکی، علم اور وہم

بقراط، سقراط کا ہی ہم عصر تھا۔ بقراط 460 قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا جبکہ سقراط 469 قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ ان دونوں کی جوانی کا زمانہ وہ تھا جب سوفسطائی زور و شور سے اپنے سطحی علم سے امیر زادوں کو معاوضہ لے کر اپنے خودساختہ بے معنی نظریات کی تعلیم دیتے تھے۔

سوفسطائی پیشہ ور معلم تھے لیکن زیادہ تر سوفسطائی علم کے نام پر جہالت پھیلا رہے تھے یہ سوفسطائی دیوتاؤں سے منسوب قصے کہانیوں کی مبالغہ آمیزی کے ساتھ تشریح کرتے تھے۔

لیکن کچھ سوفسطائی ایسے بھی تھے جو کہ حقیقی علم کے مبلغ تھے، فیثاغورث اور پروٹاغورث جیسے شاندار فلسفی اگرچہ دین کی اصلاح کے حامی تھے لیکن ان کی تعلیمات نیکی اور سچائی پر مشتمل تھیں۔ یہ دیوتاؤں پر مکمل یقین رکھتے تھے۔

سوفسطائی خطابت کا فن سکھاتے تھے تاکہ فصیح و بلیغ الفاظ سے سامعین پر رعب طاری کیا جائے چاہے ان کے الفاظ سچائی پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں۔

سوفسطائی کہتے تھے علم کا حصول ناممکن ہے جبکہ سقراط کا کہنا تھا علم کا حصول ممکن ہے اور

حقیقی علم نیکی ہے۔

بقراط جن دنوں ایتھنز آیا تھا ان دنوں ایتھنز میں انکساغورث نامی فلسفی اور سائنسدان کے حوالے سے مذہبی مقامات پر بحثیں ہو رہی تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ انکساغورث ایشیائے کوچک کا شہری ہے لیکن ایتھنز کے ایک بااثر شخص فارقلیس نے اسے اپنے ذاتی تعلقات کے حوالے سے ایتھنز بلایا تھا۔

انکساغورث نے کہا تھا آسمان اور چاند پر دیوتا وغیرہ نہیں رہتے بلکہ چاند ٹھوس پتھروں سے بنا ہے۔ انکساغورث نے چاند، سورج اور دیوتاؤں کے متعلق ایسی باتیں کہی تھیں کہ ایتھنز کے لوگ انکساغورث پر اعتراض کرتے تھے کہ اس نے ایسی باتیں کر کے دیوتاؤں کی توہین کی ہے۔ انکساغورث نے بڑی دیدہ دلیری سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ چاند کی اپنی روشنی نہیں ہے بلکہ چاند تو محض مٹی اور پتھروں سے بنا ہوا ہے اور روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے۔

ایتھنز کے لوگ متفکر تھے کہ ایسی باتوں سے مذہب اور دیوتاؤں کی توہین ہوتی ہے اور دیوتا ناراض ہو کر ایتھنز پر کوئی عذاب نازل کر دیں گے۔

بقراط نے ایسی بحثیں کئی جگہوں پر سنی تھیں۔ اس نے خود بھی اپنے اساتذہ سے سن رکھا تھا کہ ایسی باتیں پہلے بھی کئی لوگ کہہ چکے ہیں۔

بقراط نے سقراط کا یہ قول بھی سنا تھا کہ علم نیکی ہے اور تحقیق و جستجو سے علم مزید نکھرتا ہے۔

اب بقراط نے اپنے سابقہ علم اور تجربے کی بنا پر محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ نیکی ایک اعلیٰ سچائی کا نام ہے اور یہ سچائی علم کے بغیر ادھوری ہے۔ جبکہ توہم پرستی اور وہم بے معنی ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

بقراط نے اپنی سچائی کی بنیاد پر اپنے علم کو مزید وسعت دی اور انسانی جسم کے افعال پر تحقیق علمی بنیادوں اور ٹھوس حقائق پر کی۔

دراصل بقراط نے واضح طور پر وہم کو علم سے الگ کر دیا تھا اور علم کی نیکی کی حقیقت کو پا لیا

تھا۔(17)

طب یونانی(Greek Medicine)

ایک قدیم دور کی کتاب جس کے مصنف کا نام ڈائسکوریڈیس(Discorides) ہے، یہ کتاب ایتھنز کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

اس کتاب کا نام ہے "یونانی طب دیوتاؤں سے جالینوس تک:

Greek Medicine From the gods to Galen

اس کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے میں اپالو کے طبیب کی قسم کھا کر کہتا ہوں......

Swear by Appllo Physician

اس نامکمل خستہ کتاب میں دوسری صدی عیسوی بعد کے نامور اطباء کے علاوہ بقراط کا ذکر بھی بہت احترام سے کیا گیا ہے۔اس کتاب میں ڈائسکوریڈیس(Disscorides) نے بقراط کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک یونانی طبیب تھا وہ رومی سلطنت کے زیر تسلط شمال مشرقی ایشیائے کوچک میں پہلی صدی عیسوی سے ایک سال قبل پیدا ہوا تھا۔

ڈائسکوریڈیس نے اپنی تمام زندگی طب کی تعلیم کے حصول میں گزار دی۔ وہ تقریباً ساری عمر سفر میں رہا۔اس نے یونان کے علاوہ روم اور بحرہ روم کے ساحلی شہروں کا سفر کیا اور علم طب کے اصول و مبادی ہر جگہ سے اکٹھے کئے۔

ڈائسکوریڈیس نے 50 اور 70 عیسوی کے درمیان اپنے تحقیقی کام کو مربوط انداز میں تحریر کیا۔اسی نے اپنے طبی مقالے کا نام میٹریا میڈیکا(Materia Medica) رکھا۔

اس کی کتاب میں "تیاری" (Preparation) مواد (Properties) (خصوصیات) اور ادویات کا تجزیہ اہم ترین کام ہے۔

ڈائسکوریڈیس نے اپنے کام اور تحقیق میں بقراط کے طریق کار کو ہی اپنایا ہے۔اس

KUTUBISTANI.BLOGSPOT.COM

طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ بقراط کے کام کو تقریباً پانچ سو سال کے بعد ایک مربوط انداز سے ڈائسکوریڈیس نے آگے بڑھا کر انسانیت کی زبردست خدمت انجام دی ہے۔

ڈائسکوریڈیس کا فارماکولوجی پر یہ شاندار کام یورپ میں بنیادی فارماکولوجی کے حوالے سے شامل نصاب رہا اور اس کو ادویات سازی میں اہم مقام حاصل رہا۔ بلکہ آنے والی صدیوں میں اس بنیادی ادویات سازی کی کتاب کو مشرق اوسط اور امریکہ میں بھی بنیادی حیثیت حاصل رہی۔

اس کتاب کے بنیادی اصول بقراط کی کتب سے ہی اخذ کیے گئے تھے اور ڈائسکوریڈیس نے بقراط کو ادویات سازی کے حوالے سے شاندار خراج عقیدت پیش کیا ہے۔(18)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

افلاطون کے مقالمہ فیڈریس میں بقراط کا ذکر

بقراط چونکہ سقراط کا ہم عصر تھا اس لیے یقیناً سقراط نے بقراط کی شہرت سنی ہوگی اور اس کے شاندار طبی نظریات کو بھی سنا ہوگا۔ اسی طرح افلاطون نے سقراط سے بقراط کے نظریات کو سنا ہوگا اور اپنے مقالے میں کچھ اس طرح بقراط کا ذکر کیا ہے۔

فیڈریس: ایسکلیپیون کا بقراط کہتا ہے کہ فطرت کے اصولوں کے حوالے سے انسانی جسم کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

سقراط: ہاں میرے دوست وہ ٹھیک اور درست کہتا ہے۔ بقراط کا نام اس حوالے سے کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ میں اس کے نظریہ فطرت سے اس لیے متفق ہوں کہ میں نے اس کے نظریہ فطرت کی بحث کو خوب سمجھا ہے۔

فیڈریس: ہاں میں بھی اس لیے اس سے متفق ہوں۔

سقراط: اس نے اپنے نظریہ کی بنیاد سچائی پر رکھی ہے۔ جیسا کہ بقراط کا کہنا ہے کہ فطرت ہر جگہ ایک جیسے نتائج دیتی ہے۔ اس مختصر سے مقالے سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ عظیم فلاسفر سقراط نے بقراط کو سچائی اور فطرت کے حوالے سے کیسا شاندار خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اس کی علمی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ (19)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ڈائسکوریڈیس

ڈائسکوریڈیس بقراط کے بارے میں لکھتا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ وہ دنیا کا پہلا باقاعدہ طبیب اور سرجن تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی بقراط نامی طبیب ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب علم طب کے اساتذہ تھے۔

لیکن بقراط اعظم ہی اولین طبیب تھا جو کہ بحرہ روم کے جزیرہ قوس میں پیدا ہوا اور اس نے طب کی بنیادیں فطرت کے حوالے سے رکھیں۔ بقراط پانچویں صدی قبل مسیح میں ایک چمکدار ستارے کی طرح طب کے افق پر نمودار ہوا۔

بقراط کے طبی اصول ومبادی نے آنے والی صدیوں میں تحقیق وجستجو کے لیے راستہ ہموار کیا۔

ڈائسکوریڈیس کا کہنا ہے کہ بقراط خدائی الہام (Divine Notions) حوالے سے ادویات اور طب کا علم حاصل کرتا تھا۔

بقراط نے بیماری کے حوالے سے دیوتاؤں کی عبادات اور قربانیوں کو اپنے نظریہ سے خارج کر دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ دیوتا اور بدروحیں انسانی جسم پر نہ بیماری طاری کر سکتی ہیں اور نہ بیماری کو ختم کر سکتی ہیں۔ بقراط کا نظریہ تھا کہ انسانی جسم کی بیماریوں کو خوراک، ادویات اور انسانی جسم میں رطوبتوں کے توازن سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ خود ڈائسکوریڈیس کا کہنا ہے کہ میں نے انہی بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھ کر اپنا میٹریا میڈیکا ترتیب دیا ہے۔ (20)

عظیم طبیب جالینوس (Galin) بقراط کا سب سے بڑا شارح

عظیم طبیب جالینوس نے اسکلیپیون کو الہامی طبیب لکھا ہے جبکہ اس نے بقراط کے عظیم الشان کام کو آگے بڑھایا۔ جالینوس نے بقراط کو بھی خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط کا علم طب بھی الہامی تھا۔

جالینوس نے بقراط کے طبی مقالات پر شرحیں لکھیں اور بہت ہی سیر حاصل بحث کی ہے۔

جالینوس بقراط کا سب سے بڑا شارح ہے اس نے بقراط کے قلمی مخطوطوں کا سراغ لگایا، اس کے تمام کام کو جمع کیا اور اس کو نئے سرے سے ترتیب دیا۔ اگرچہ کچھ محققین کا کہنا ہے کہ جالینوس نے کچھ ایسے مقالات کو بھی بقراط سے منسوب کر دیا ہے جو کہ بقراط کے مقالے یا تصانیف نہیں ہیں۔

فرانسیسی محقق اور ڈاکٹر ایم ایس ہوڈارٹ (M.S.Houdart) نے جالینوس کے شاندار کام کی تعریف کی ہے لیکن ڈاکٹر موصوف نے جالینوس کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے کہ اس نے بلاتحقیق کچھ غیر معمولی باتیں بقراط سے منسوب کر دی ہیں۔

لیکن اس بات پر سب محققین متفق ہیں کہ جالینوس نے بقراط کو شہرت دوام دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

جالینوس بقراط کو طب کا امام اور الہامی طبیب قرار دیتا ہے۔ دراصل اس میں جالینوس کی عقیدت بھی شامل ہے۔ جالینوس نے بقراط پر بہت زیادہ بحث کی ہے اور اس کا سب سے بڑا شارح ہے۔(21)

بقراط کا انتقال

بقراط ایک نابغہ روزگار شخصیت تھا اس کو اپنے دور میں اور آنے والے زمانے میں بہت شہرت ملی۔

اس نے طب میں کمال حاصل کیا، طب کے اصول و مبادی وضع کئے اور طبی ضابطہ اخلاق مرتب کیا۔

اس نے وہم کو علم سے الگ کیا، وہ ایک لیجنڈ (Legend) بنا، اس زمانے کے رواج

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کے مطابق بڑے بڑے سنگتراشوں نے اس کے مجسمے تراشے اور اسے خراج عقیدت پیش کیا۔

بقراط کی موت کے حوالے سے مختلف محققین نے مختلف بیان کیا ہے۔

مارگوٹا (Margotta) نے 1189ء میں بقراط کے حوالے سے ایک مقالہ شائع کیا۔ اس کے مطابق بقراط نے تراسی سال، ایک اور حوالے کے مطابق نوے سال اور سورانوس کے مطابق سو سال یا اس سے زیادہ عمر پائی۔

بقراط نے لاریشیا (Larissa) جو کہ بحرہ روم کا ایک جزیرہ ہے، میں انتقال کیا اور اسی جگہ اس کی آخری آرام گاہ ہے۔

اس کی قبر کو سکندر اعظم نے اپنے زمانے میں دریافت کروا کے شاندار انداز میں تعمیر کیا اس لیے بقراط کی قبر ایک زمانے تک عقیدت مندوں کے لیے زیارت گاہ بنی رہی۔ (22)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نظریہ بقراط (Hippocratic Theory)

بقراط وہ اولین اور پہلا طبیب تھا جس نے کہا کہ انسانی جسم پر آنے والی بیماریاں خدا (Divine) کی جانب سے شامت اعمال کا نتیجہ نہیں ہیں مزید یہ کہ توہم پرستی یعنی بدروحیں انسانی جسم میں بیماری پیدا نہیں کرتیں۔ ایسا سوچنا صرف وہم ہے۔

بقراط ہی وہ پہلا طبیب تھا جس نے ادویات کے اصول وقواعد کو فلسفے اور مذہبیات سے الگ کیا۔

بقراط کا کہنا تھا کہ دیوتا انسانوں کو بیماری کی شکل میں سزا نہیں دیتے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ دیوتا انسان پر بیماریاں طاری نہیں کر سکتے۔ بلکہ بیماری کی وجہ یا سبب موسم، ماحول، آب وہوا، خوراک اور عادات وغیرہ ہوتی ہیں۔

بقراط کے نظریہ علاج میں کسی بھی قسم کی بیماری کے حوالے سے پراسراریت نہیں ہے وہ انسانی جسم پر بدروحوں وغیرہ کا بالکل قائل نہ تھا۔

اگرچہ بقراط کے نظریہ میں سب کچھ پورے طور پر سائنسی طریق کے مطابق نہیں ہے لیکن اس کے نظریہ میں کسی غیر مرئی قوت کے اثرات سے بھی پوری طرح انکار ہے۔

بقراط کے نظریے میں انسانی جسم کی اناٹومی (Anatomy) اور فزیالوجی (Physiology) بھی مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ لیکن اس حوالے سے نظریہ دینے والا بھی بقراط ہی تھا۔ اس طرح وہ اناٹومی اور فزیالوجی کا اولین استاد تھا۔ جبکہ بقراط کے بعد اس کی اناٹومی اور فزیالوجی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

میں ایک مدت کے بعد اضافہ اور درستگی کی گئی۔

بقراط کے دور میں انسانی اناٹومی اور فزیالوجی کے بارے میں طبیب زیادہ نہیں جانتے تھے بلکہ وہ تو انسانی جسم کے بارے میں صرف بیرونی حوالے سے ہی جانتے تھے اور اندرونی جسم کے بارے میں بہت معلومات رکھتے تھے کیونکہ اس دور میں انسانی جسم کی چیر پھاڑ مذہبی حوالے سے منع تھی۔ انسانی جسم کی چیر پھاڑ تو ہو نہیں سکتی تھی اس لیے جانوروں کی چیر پھاڑ بھی ممنوع تھی لیکن کچھ باغی قسم کے طبیب چوری چھپے جانوروں کے جسم کو چیر پھاڑ کر کے اناٹومی اور فزیالوجی کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے تھے۔

قدیم یونانی طب کے دو علیحدہ علیحدہ حلقے تھے۔ ایک حلقہ کو کنیڈین (Knidian) اور دوسرے حلقے کو کون (Kon) کہا جاتا تھا۔

ان دونوں حلقوں کے طبیب اگرچہ ایک جیسا علاج کرنے کا نظریہ رکھتے تھے لیکن دونوں حلقے علاج کے ایک دوسرے سے مختلف طریقے استعمال کرتے تھے۔ (23)

کنیڈین سکول آف میڈیسن (The Knidian School of Medicine)

یہ حلقہ بیماری کی تشخیص پر زور دیتا تھا۔ لیکن جب زیادہ بیماریوں کی علامات ہوتیں تو ان کے لیے ان مختلف بیماریوں کی علامات کو پہچاننا مشکل ہو جاتا لیکن یہ بھی ہوتا کہ ایک بیماری بہت سی علامات کا باعث ہوتی۔

جبکہ بقراط طب کے دوسرے حلقے کون (Kon) سے تعلق رکھتا تھا دراصل یہ بقراط کا ذاتی تشکیل کردہ حلقہ تھا اس کو Hippocratic School of Medicine حلقہ طبِ بقراط کہا جاتا تھا۔ بقراط کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اس کا جدید نظریہ تھا وہ تشخیص پر زیادہ زور نہ دیتا بلکہ ممکنہ علاج کو ترجیح دیتا۔

بقراط بیماری کی پیشگی علامات کو مدنظر رکھ کر مریض کو مشورہ دیتا کہ اگر ایسی علامات پیدا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہونا شروع ہو جائیں تو اسے کونسی حفاظتی تدابیر استعمال کرنا ہوں گی۔

بقراط کا یہ طریقہ علاج بہت ہی موثر تھا یعنی حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی، بہتر خوراک اور فطری اصولوں کی پابندی جیسے قواعد کو مدنظر رکھ کر وہ مریض کو بہت جلدی تندرست کر دیا کرتا تھا۔

دراصل بقراط کے زمانے کی طب اور فلسفے میں اس زمانے کے لحاظ سے بہت کچھ موثر بھی تھا اور متاثر کن بھی۔ لیکن جدید دور کی طب اور فلسفے میں بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں اور طب اپنے نقطۂ کمال کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن اس کے فطری اصول و مبادی بقراط کے ہی دریافت کردہ ہیں۔(24)

اگرچہ جدید دور کے محققین نے بقراط کے طریقہ علاج کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور کنیڈین (Knidian) حلقہ کے طریقہ علاج کو زیادہ موثر قرار دیا ہے کیونکہ (Diagnosis) یعنی بیماری کی تشخیص کے بعد علاج کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

ایک فرانسیسی ڈاکٹر ایم ایس ہوڈارٹ (M.S Houdart) نے بقراط کے طریق علاج کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ بقراط کا طریقہ علاج تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے Meditation upon death موت پر مراقبہ کرنے کے مترادف تھا۔(25)

ڈاکٹر ہوڈارٹ کی تنقید کا جواب دیتے ہوئے فرانسیسی ڈاکٹر شامن نے ڈاکٹر ہوڈارٹ کو خبردار کیا ہے کہ عظیم حکیم بقراط نے جو انقلابی نظریہ پیش کیا یعنی بیماریاں انسانی اعمال سے ناراض ہو کر خدا (Divine) طاری نہیں کرتا ہے یہ اپنی زمانے کے لحاظ سے انوکھی بات تھی شاید اس نظریہ کی وجہ سے بقراط کو مذہبی لوگوں کی ناراضگی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہوگا۔

ڈاکٹر شامن نے ڈاکٹر ایم ایس ہوڈارٹ کو تنبیہہ کی ہے کہ وہ بقراط کی عظیم تعلیم، نظریات، خدمات اور شخصیت کو تنقید کا نشانہ بنا کر بقراط کے تقدس کو پامال کر کے دانشوروں، حکماء، اطباء اور خدائے عظیم و برتر کی ناراضگی مول لے کر بے عزت ہو رہا ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دنیا کے بہترین اور قابل اعتبار مورخ اور محققین اس بات پر کلی طور پر متفق ہیں کہ بقراط اپنے انقلابی نظریہ کے حوالے سے بہت ہی عظیم الشان شخص تھا۔

اس کا فطری طریقہ علاج، طبی قواعد اور طبی ضابطہ اخلاق اپنے جانشینوں کے لیے جدید طب کی بنیادیں استوار کرنے میں اہم ترین چیزیں ہیں۔

اخلاطی فعلیات (Humorism)

بقراط کا کہنا تھا کہ جب جسم کے اندر چار اخلاطی فعلیات (انسانی جسم کے اندر پیدا ہونے والی رطوبتیں جو جسمانی افعال کو درست رکھتی ہیں) میں توازن بگڑ جاتا ہے تو انسانی جسم پر بیماری طاری ہو جاتی ہے۔ یہ چاروں اخلاطی فعلیات فطری طور پر انسانی جسم میں برابر مقدار میں رہتی ہیں تو انسان صحت مند رہتا ہے۔

یہ چار اخلاطی فعلیات خون (Blood)، سودا (Black bile)، صفرا (Yellow bile) اور بلغم (Phlegm) ہیں۔

بقراط کا کہنا ہے کہ یہ چاروں خلطین فطری طور پر انسانی جسم میں برابر مقدار میں رطوبتیں پیدا کرتیں ہیں۔ جس سے انسانی جسم میں طاقت اور تندرستی رہتی ہے لیکن جب ان خلطوں کا توازن بگڑ جاتا ہے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ اگر ان خلطوں کے درمیان دوبارہ توازن قائم کر دیا جائے تو انسان صحت مند ہو جاتا ہے۔ بقراط کا کہنا ہے ترشی بلغم زیادہ پیدا کرتی ہے اس لیے اگر بلغم کی زیادتی میں الکلی استعمال کی جائے تو وہ بلغم کی زیادتی کو روک دیتی ہے۔ (26)

Crisis بیماری کی طاقت کا غالب آ جانا

بقراط کے نظریہ طب میں Crisis (بیماری کی طاقت کا غالب آ جانا) بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ بقراط کے اس نظریہ کے مطابق بیماری کی علامات بڑھ جاتی ہیں یعنی بیماری کی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طاقت مریض پر غالب آ جاتی ہے اور اس طرح مریض پر کوئی دوا اثر نہیں کرتی اور مریض موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یا پھر اس کے الٹ اثر ہوتا ہے اور فطری عمل مریض کو تندرست کر دیتا ہے۔ یعنی بیماری کا وہ نقطہ عروج کہ اگر بیماری کی قوت غالب آ جائے تو مریض مر جائے گا اور اگر شفا کا فطری عمل غالب آ جائے تو مریض تندرست ہو جائے گا۔

بیماری کے نقطہ عروج پر اگر بیماری میں مزید شدت پیدا ہو جائے تو پھر طبیب کو مزید فیصلہ کرنا ہوگا۔ بقراط کا عقیدہ تھا کہ ایک Crisis کے بعد مریض تندرست بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے شدید نوعیت کی بیماری کو صحت کی طرف لوٹنے میں ایک مخصوص وقت درکار ہوگا۔ یعنی اگر بیماری کی شدت ایک دن رہتی ہے اور اس کے بعد مریض کی حالت سنبھلنے لگتی ہے تو اسی طرح اگر بیماری کی قوت غالب ہوگی تو پھر مریض کو مرنے کے لیے بھی ایک دن ہی لگے گا۔

جالینوس کو پورا یقین تھا کہ یہ نظریہ بقراط ہی کا ہے اور اس سے قبل کسی نے Crisis کا ایسا نظریہ بیان نہیں کیا تھا۔

جالینوس (Galin) نے بقراط کے اس نظریہ پر بہت ہی شاندار اور جامع شرح لکھی ہے۔ جالینوس (Galin) کی اس شرح کو یورپ کے طبی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں صدیوں تک بطور طبی نصاب پڑھایا جاتا رہا ہے۔ (27)

بقراط کا طریقہ علاج (Hippocratic Therapy)

Vis Medicatrix Naturae یہ لاطینی اصطلاح ہے جو کہ ہزاروں سالوں سے بقراط سے منسوب ہے۔

بقراط کے طبی نظریہ کا دوسرا اہم حصہ اس کا طریقہ علاج ہے۔

بقراط کے نظریہ سے زیادہ اس کے عقیدہ (Doctrine) کی بنیاد اس بات پر تھی کہ خدا نے انسان کے اندر شفا کی فطری طاقت (The Healing Power of Nature) رکھی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہے۔

جب انسانی جسم پر کوئی بیماری آتی ہے تو فطری شفا کی طاقت انسانی جسم کے اندر چاروں خلطوں کے درمیان خود بخود توازن پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔ جب اس شفائی طاقت سے ان چار رطوبتوں میں خود بخود توازن پیدا ہو جاتا ہے تو انسان کے جسم سے بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

بقراط کا کہنا تھا کہ بیماری کی حالت میں زیادہ سے زیادہ آرام کیا جائے تاکہ فطری شفائی قوت کی طاقت اپنا عمل آسانی سے مکمل کر لے۔

دراصل بقراط ادویات کے استعمال کو "فطری شفائی قوت کے عمل" کے مثبت نہ ہونے کے بعد استعمال کرنے کا قائل تھا۔

بقراط دوا کو بہت ہی شدید حالات میں استعمال کرواتا تھا۔ اس کا کہنا تھا ادویات شفائی قوت تو رکھتی ہیں لیکن ان کے بُرے اثرات بھی کم نہیں ہیں۔

بقراط فطری شفائی طاقت کی تھراپی (Therapy) کے حوالے سے متحمل مزاج اور راست عمل کو بھی علاج کا حصہ قرار دیتا ہے وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا نرم خوئی اور شفقت سے مریض بہت افاقہ محسوس کرتا ہے اس لیے اس کی تعلیمات میں شرافت، دیانت، باطنی اور ظاہری صفائی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

وہ صفائی کو بہت زیادہ اہمیت دیتا تھا اور صفائی کو فطری شفائی قوت کی بنیاد قرار دیتا تھا۔

مثال کے طور پر وہ متعفن اور گلے سڑے زخموں کو صاف پانی یا شراب سے دھو کر خشک کر دیا کرتا تھا اور نرم مرہم کو زخموں پر لگایا کرتا تھا۔(28)

لیکن شدید نوعیت کے زخموں اور زیادہ بیمار مریضوں پر طاقت ور ادویات (Potent Drugs) بھی استعمال کیا کرتا تھا۔

بقراط کا طریقہ علاج اس دور میں بہت ہی کامیاب تھا۔ بقراط ہی وہ پہلا شخص تھا جس

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے لئے کھنچاؤ Traction کے طریقہ کو وضع کیا جو کہ آج تک استعمال ہو رہا ہے۔ وہ اسی طریقے سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو کئی طرح کے سہارے دے کر مریض کو فوری درد سے نجات دلا دیا کرتا تھا۔(29)

بقراط کہتا تھا کہ جب تک کسی بیماری کی پیشگی علامات معلوم نہ ہوں اس وقت تک طاقتور ادویات استعمال نہیں کرنی چاہئیں ہاں اگر بیماری کی پیشگی علامات (Prognosis) معلوم ہو جائیں تو پھر طاقتور ادویات کا استعمال کروایا جا سکتا ہے۔(30)

بقراط نے مریض کی بیماری کی علامات کے حوالے سے مریض کی سابقہ تفصیلات (Case History) جاننے کو ضروری قرار دیا تا کہ بیماری کی تفصیلی علامات، غذا، ماحول، خاندانی حالات اور معمولات کو دریافت کر کے مریض کے لیے مناسب غذا اور دوا تجویز کی جا سکے۔

بقراط نے سرجری کرنے اور ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے کے لیے جو آلات بنائے ان میں سے بہت سے آلات آج بھی سرجری میں استعمال ہو رہے ہیں۔

بقراط نے جڑی بوٹیوں اور کیمیائی عناصر سے با قاعدہ ادویات بنانے کے علاوہ ان کے خواص معلوم کرنے کا علم بھی متعارف کروایا۔

بقراط نے فارما کوپیا (Pharma Copia) کو خواص کی ترتیب سے با قاعدہ نام دیئے۔(31)

نظم وضبط اور سخت محنت (Discipline and Rigorous)

بقراط نے طب کے پیشہ کے حوالے سے بہت ہی سخت اصول وضوابط وضع کئے جو کہ ایک طبیب کے لیے بہت ہی اہم رہنما اصول ہیں۔(32)

بقراط نے طبیب کے بارے میں "On the Physician" لکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کہ طبیب کو ہمیشہ اپنے تمام اعمال کے بارے میں ایماندار ہونا چاہیے۔ معاشرے میں باعزت طور پر رہے اور دوسروں کی عزت کرے، اس طرح اس کی بھی عزت کی جائے گی۔

طبیب کو متحمل مزاج ہونا چاہیے اور طیش میں کبھی نہیں آنا چاہیے۔ اسے تمام حالات میں عقل و فہم سے کام لے کر معاملے کو سنجیدگی سے سلجھانا چاہیے۔ طبیب کو اپنے مریض کا ہر طرح سے خیال رکھنا چاہیے اور اپنی فنی مہارت سے مریض کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔

طبیب کو چاہیے کہ وہ اپنے مریض کو ہر طرح کی بیماری کے بارے میں آگاہ کرے اور اگر مریض کو مرہم پٹی کی ضرورت ہو تو اپنی پیشہ وارانہ صلاحیت سے اس کی مرہم پٹی کرے اور تمام اصول و قواعد کو مدنظر رکھے۔ یعنی اوزاروں کی صفائی، پٹی کرنے کی تکنیک اور ادویات کا صحیح استعمال کرے۔(33)

مریض کا اگر آپریشن کرنا ہو تو مریض سے اس کی مرضی معلوم کرنا ضروری ہے اور آپریشن روم میں تمام ضروری آلات کا ہونا ضروری ہے۔

طبی قواعد کے مطابق مشاہدہ اور مریض کے متعلقہ کاغذات (Documentation) کا مکمل ہونا ضروری ہے تاکہ مریض کی دوا، وقت اور دیگر اندراجات کیے جائیں جو کہ مریض کے علاج کے لیے ضروری ہوں۔ مریض کے متعلقہ کاغذات پر اندراجات سے طبیب صاف اور واضح طریقہ سے تمام ریکارڈ کو دیکھ کر مریض کے بارے میں آئندہ لائحہ عمل طے کر سکتا ہے۔ مریض کا یہ ریکارڈ کسی دوسرے طبیب کو بھی دکھا کر مریض کے بارے میں رائے لی جا سکتی ہے۔(34)

بقراط کا کہنا تھا کہ ایک طبیب کو صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے اور اپنے کردار اور عمل کو راست رکھنا چاہیے۔ طبیب کے ناخن صاف اور مناسب حد تک کٹے ہونے چاہییں۔

بقراط بہت احتیاط سے اپنے مریض کے ریکارڈ کو باقاعدگی سے تیار کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے مریض کے مرض کی علامات، مریض کی تکالیف، نبض، بخار کی حالت (اگر ہو تو) اور جسم سے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

خارج ہونے والے مادوں کو ایک کاغذ پر لکھ لیا کرتا تھا۔ وہ مریض کی مکمل خاندانی ہسٹری کا ریکارڈ بھی رکھتا تھا۔

بقراط جانتا تھا کہ مرض کی وجوہات ماحول سے بھی پیدا ہوسکتی ہیں اور مرض موروثی بھی ہوسکتا ہے۔

دراصل بقراط نے باقاعدہ طور پر کلینیکل انسپکشن اور ابزرویشن کو باقاعدہ اصولوں کے مطابق وضع کیا تھا۔

اس لیے ہی بقراط کو طب کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔

Father of Clinical Medicine

بقراط کا طب پر کام (Direct Contributions to Medicine)

بقراط ہی وہ پہلا طبیب اور سرجن تھا جس نے بیماریوں کو اُن کی نوعیت اور مخصوص پہچان کے لیے نام دیئے اور ان بیماریوں کے سائنسی علاج دریافت کیے تھے۔

بقراط سے قبل طب پر کتابیں نہیں لکھی جاتی تھیں بلکہ علم طب خاندانی علم تھا جو کہ سینہ بہ سینہ ہوتا تھا۔ اس وقت کے طبیب علم طب کو راز میں رکھتے تھے۔ بقراط نے طب پر کتابیں تصنیف کیں۔ طبی اصول وقواعد وضع کیے۔ علامتی لحاظ سے بیماریوں کی درجہ بندی کی۔

بقراط کی اس درجہ بندی کو Categorize Illnesses کہا جاتا ہے۔ ہزاروں سال پہلے بیماریوں کے حوالے سے کی گئی درجہ بندی کو آج کے جدید دور میں بھی درست اور صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔

بقراط نے طب میں بہت سی اصطلاحات Medical Terms بھی متعارف کروائیں جو آج کے دور تک انہی نام سے رائج ہیں اور میڈیکل سائنس میں ان پر بڑی بڑی شرحیں اور کتابیں لکھی گئی جو کہ درج ذیل ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

kutubistan.blogspot.com

1- تیزی سے آنے والی بیماری (Acute)

بقراط کا کہنا ہے ایسی بیماریاں ہوتیں ہیں جو بہت تیزی سے انسانی جسم پر آتی ہیں اور بروقت اور صحیح علاج سے اتنی ہی تیزی سے ختم بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ اصطلاح آج بھی میڈیکل سائنس میں اسی نام سے استعمال ہو رہی ہے۔

2- کافی دیر سے جسم میں بڑھتی ہوئی بیماری (Chronic)

بقراط کا کہنا ہے ایسی بیماریاں جسم میں بہت دیر سے موجود ہوتیں ہیں لیکن اس کی خاص علامتیں اور تکالیف بہت عرصہ کے بعد ظاہر ہوتیں ہیں۔

ایسی بیماریوں کو جسم میں دریافت کر کے بہت احتیاط سے علاج کرنا چاہیے۔ یہ Chronic بیماریاں طویل عرصہ کے علاج سے ہی درست ہوتیں ہیں۔

3- کسی خاص علاقہ میں پائی جانیوالی بیماریاں (Endemic)

ایسی بیماریاں صرف خاص علاقوں میں ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ جزام کی بیماری سخت سرد علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ تپ محرقہ گرم ترین علاقوں میں ہوتی ہے۔

کچھ ایسی بیماریاں ہیں جو دریاؤں اور سمندروں کے کناروں پر رہنے والے لوگوں کو ہوتیں ہیں۔ جبکہ گرم مرطوب علاقوں میں جس نوعیت کی بیماریاں ہوتیں ہیں ایسی بیماریاں سرد علاقوں میں نہیں ہوتیں۔

بقراط کا کہنا ہے کہ موسم کی شدت، ماحول اور ان علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے مزاج، خوراک اور آب و ہوا کی وجہ سے مختلف علاقوں میں مختلف بیماریاں ہو سکتی ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

4-وبائی امراض یا متعدی بیماریاں(Epidemic)

یہ ہزاروں سال قبل بقراط نے اپنے علم، مشاہدے، تجربے اور سخت محنت سے دریافت کر لیا تھا کہ کچھ بیماریاں ایسی ہوتیں ہیں جو کسی علاقے میں بہت تیزی سے پھیلتی ہیں اور اس طرح ایک شخص سے دوسرے کو بہت جلدی متاثر کر دیتی ہیں۔

ایسی بیماریوں میں طاعون(Plague) جس کو کالی موت کہا جاتا تھا بلکہ اب بھی کہا جاتا ہے بہت ہی تیزی سے پھیلتی ہے اور ایک دن میں ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی موت کا باعث بن سکتی ہے۔ اسی طرح ہیضہ، چیچک، جزام، خناق اور متعدی بخار وغیرہ وبائی امراض کے زمرے میں آتے ہیں۔

بقراط نے ان وبائی امراض کو دریافت کر کے ان کے علاج بھی دریافت کیے تھے جو آج بھی ڈاکٹر اور طبیب اسی طریق پر کرتے ہیں۔

بقراط کی طبی اصطلاحات(Medical Terms)

بقراط نے اپنے طبی مشاہدے اور تجربے سے کئی طبی اصطلاحات(Medical Terms) بھی وضع کیں۔ یہ طبی اصطلاحات بیماریوں کی شدت، کمی، نوعیت اور صحت کے حوالے سے وضع کی گئی ہیں۔

ان طبی اصطلاحات کو آج بھی جدید میڈیکل سائنس میں من وعن استعمال کیا جاتا ہے۔

1-بیماری میں ہذیان(Exacerbation)

یقیناً بقراط نے امراض اور مریضوں پر زبردست تحقیق کی ہوگی کیونکہ اس نے یہ اصطلاحیں وضع کرتے ہوئے اس قدر اپنے علم وفن کا استعمال کیا کہ اصطلاح کے الفاظ میں بیماری کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط کا کہنا ہے کہ کچھ بیماریاں ایسی ہیں جو انسان کے ذہن کے خلیوں پر اثر انداز ہوتیں ہیں جس کی وجہ سے ایسی بیماری کا شکار شخص بلا وجہ، بلا وقت ہذیان بکنے لگتا ہے کیونکہ وہ ایسی ذہنی الجھن میں ہوتا ہے کہ اسے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

ہذیان (Exacerbation) کی اصطلاح آج تک میڈیکل سائنس میں مستعمل ہے اور آج تک اس کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

2- بیماری کا عود آنا (Relapse)

بقراط کا کہنا ہے کہ بعض اوقات فطری شفائی طاقت جو کہ انسان کے جسم کے اندر موجود ہوتی ہے، اس سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے لیکن کچھ غیر فطری عوامل کی وجہ سے وہی بیماری پھر عود آتی ہے۔ اس کے لیے بقراط نے Relapse کی اصطلاح وضع کی یعنی بیماری شدت پکڑ کر مرض کی فطری شفائی قوت پر غالب آ جاتی ہے۔

3- فیصلہ (Resolution)

جب مریض پر بیماری شدید ہو اور بنیادی ابتدائی طریقہ علاج کارگر نہ ہو تو طبیب کو اہم فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی آپریشن کرنا، فصد کھولنا، یا دیگر شدید نوعیت کے طریقہ علاج کو اپنانا۔

اس نوعیت کے مریض کے بارے میں اہم فیصلہ لینے کے لیے بقراط نے Resolution کی اصطلاح وضع کی۔

4- بیماری کی طاقت کا غالب آ جانا (Crisis)

بقراط کی یہ اہم اصطلاح ہے۔ اس اصطلاح کے حوالے سے انسانی جسم میں فطری شفائی قوت پر بیماری کی طاقت غالب آ جاتی ہے اور مریض موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

5-بیماری کا شدید حملہ (Paroxysm)

بعض مریضوں پر کسی بیماری کا شدید حملہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی جسمانی فطری شفائی قوت کمزور پڑ جاتی ہے۔

ایسی بیماری کا شدید حملہ بعض اوقات جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات مریض آہستہ آہستہ سنبھلنا شروع ہو جاتا ہے اور تندرست ہو جاتا ہے۔

6-بیماری کی انتہائی شدت (Peak)

بقراط نے اپنے مشاہدے اور تجربے سے یہ اصطلاح وضع کی کیونکہ ایک بیماری کا ابتدائی درجہ ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا درجہ ہوتا ہے جس میں مریض پر اعلیٰ جوہری ادویات موثر ہو کر مرض کی شدت کو کم کر دیتی ہیں۔ لیکن اس کے بعد بیماری کی انتہائی شدت یعنی تیسرا درجہ ہوتا ہے اس میں بہت کم مریض جانبر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بقراط نے بیماری کے تیسرے درجے کو Peak کی اصطلاح کے نام سے موسوم کیا ہے۔

7-بیماری کے بعد آفاقہ (Convalescence)

انسانی جسم پر جب کوئی بیماری آتی ہے تو اس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ جیسے خوراک، ماحول وغیرہ۔

اس وجہ سے انسان کی فطری شفائی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور انسان بیمار پڑ جاتا ہے لیکن یہ ہی انسانی شفائی فطری قوت (Human natural healing power) متحرک ہو کر انسان کے مدافعتی نظام کو بحال کر دیتی ہے یا پھر طبیب کے علاج سے مریض تندرست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

بیماری کے بعد آفاقہ (Convalescence) کی اصطلاح بقراط نے ہی وضع کی۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

یہ تمام طبی اصطلاحات ہزاروں سال پہلے بقراط نے وضع کی تھیں اور کہا جاتا ہے کہ اس نے ان اصطلاحات پر علیحدہ علیحدہ کتابیں بھی تصنیف کیں۔(35)

بیماری کی علامتی تفصیلات

بقراط ہی اولین طبیب اور سرجن تھا جس نے بیماری کی علامتوں کی تفصیلات میں جا کر بیماریوں کی وجوہات کو تلاش کیا۔

بقراط کا شاندار کام سینے یا پھیپھڑوں میں پیپ کو ختم کرنے کا طریقہ علاج آج بھی جدید طب میں رائج ہے۔

کچھ محققین نے بقراط کو پھیپھڑوں اور سینے کی بیماریوں کا ماہر یا (Chest Surgeon) کہا ہے۔

بقراط اپنے مریض کی تمام علامتوں اور جزویات کو تفصیل سے لکھ لیا کرتا تھا اور ان کے مطابق پیپ زدہ حصے میں ایک خاص تکنیک سے آپریشن کر کے پیپ نکال دیا کرتا تھا۔

انگلیوں سے ٹھکور کر بیماری کی تشخیص کرنا (Clubbing)

بقراط نے پیپ زدہ یا بیماری سے زیادہ متاثرہ حصوں پر ہاتھ کی انگلیوں سے ٹھکور کر بیماری کی تشخیص کا طریقہ دریافت کر لیا تھا۔

اس کے اس طریقہ تشخیص کو آج بھی Hippocratic Fingers کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا یہ تشخیص کا طریقہ بہت ہی کامیاب ہے۔(36)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط کی تصانیف اور کارنامے

(Hippocratic Corpus)

محققین اور مورخین نے اپنی کوشش سے بقراط کے تمام تصنیفی کام کو جمع کیا ہے اور پورے وثوق سے کہا ہے کہ قدیم یونانی اطباء میں صرف بقراط ہی ایسا صاحب علم طبیب اور سرجن تھا جس نے ستر کے قریب ابتدائی طب پر کتابیں لکھیں۔

ان کتابوں سے بقراط کی طبی تعلیمات کا پورے طور پر احاطہ ہوتا ہے۔ کچھ محققین کا کہنا ہے کہ یہ سب تصنیفات تنہا بقراط کی نہیں ہیں بلکہ اس میں سے کچھ اس کے شاگردوں کی ہیں۔

جبکہ محققین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ بقراط سے منسوب کچھ کتابیں بقراط نے نہیں لکھیں بلکہ بقراط کی موت کے صدیوں بعد لکھی گئیں۔ کیونکہ ان کتابوں کے مضامین قدیم یونانی سے کافی مختلف ہیں۔ بقراط سے منسوب کتب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سب کی سب بقراط کی تصانیف نہیں ہیں بلکہ ان ستر کتابوں کو انیس مختلف لوگوں نے لکھا ہے اور بقراط سے منسوب کر دیا ہے۔(37)

ان تمام کتابوں اور مقالوں میں بقراط کی تکنیک اور اصولوں کو اپنایا گیا ہے۔

لیکن یہ بات طے ہے کہ بقراط کی ذاتی تصنیف ہے کیونکہ اس کا اصل مخطوطہ اب بھی یونان کی لائبریری میں محفوظ ہے Corpus کے حوالے سے اس کے کئی مقالات ہیں۔

بقراط کے تصنیفی کام کو تیسری صدی عیسوی میں مرتب کیا گیا اور یہ تمام مرتب شدہ کام اسکندریہ کی لائبریری میں ہوا۔(38)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

1-بیماری کی پیشگی علامات کی کتاب (The Book of Prognostics)

بقراط کی اہم ترین کتاب ہے۔ اس کتاب کے حوالے سے بقراط انتہائی ذہین اور دانشمند نظر آتا ہے۔ اس کتاب میں اس نے انسان کے جسم، عادات، رویوں، انداز گفتگو اور چھوٹی سے چھوٹی تبدیلیوں کے حوالے سے تفصیلی طور پر بیان کیا ہے۔

مریض کا طبیب پر اعتماد کرنا ضروری ہے

ایک طبیب جب اپنے مریض کی موجودہ حالت پر غور کرتا ہے تو اس معمولی سے معمولی علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے مریض کو اگر ماضی میں کوئی بیماری لاحق تھی تو اس کے بارے میں بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب طبیب مریض کو اس کی ماضی کی بیماری کے بارے میں بتائے گا تو مریض کا طبیب پر اعتماد بڑھ جائے گا۔

اس طرح مریض کے اعتماد اور اعتقاد کی وجہ سے اس کی ذاتی فطری شفائی قوت بیدار ہو کر مریض کے لیے شفایاب ہونے میں زیادہ مددگار ہو گی۔

طبیب کو صرف مرض کی دوا تجویز کرنا ہو گی اور طب کے قواعد کے مطابق مریض کو ہدایات دینا ہوں گی جس کے بعد مریض شفایاب ہونا شروع ہو جائے گا۔

ایک قابل طبیب مریض کی موجودہ بیماری کی تشخیص کے علاوہ مریض پر مستقبل میں حملہ آور ہونے والی بیماری کے بارے میں بھی بہت کچھ بتا سکتا ہے۔

مریض کو مستقبل میں آنے والی بیماریوں سے آگاہی

جب موجودہ بیماری سے طبیب مریض کی گزشتہ بیماری کے بارے میں جان سکتا ہے تو وہ ان تمام حالات و واقعات، مریض کی عادات اور کام کی نوعیت اور جس ماحول میں مریض رہتا ہے طبیب ان تمام سے پیشگی طور پر مریض پر آنے والی بیماری کے بارے میں بھی جان سکتا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہے۔

اس طرح طبیب حفظ ما تقدم کے طور پر اس مریض کی مستقبل کی بیماری کے لیے بھی قواعد طب کے مطابق دوا تجویز کر سکتا ہے۔

اس طرح اگر ماضی میں کسی بیماری سے احتیاط برتنے میں کوتاہی کی ہے تو آئندہ کے لیے اس کو محتاط کیا جا سکتا ہے۔

جسمانی معائنہ اور عادات

مریض کے چہرے پر ہونے والی معمولی رنگت کی تبدیلی پر بھی غور کرنا چاہیے، کیونکہ معمولی تبدیلی بھی بہت بڑی بیماری کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

وہ اس لیے کہ ہر قسم کی بیماری انسانی جسم میں تبدیلیاں ضرور لاتی ہے۔ مریض کا معائنہ بہت احتیاط سے کرنا چاہیے۔ مریض کی آنکھوں کے اندر بھی بیماری کی علامات ہو سکتی ہیں اس لیے مریض کی آنکھوں ناک، اور مریض کے رویے اور عادات میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو بھانپ کر بیماری کی شدت، نوعیت اور اس کے صحت مند ہونے کا پوری طرح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سانس، پسینہ اور بخار میں دانتوں کا ٹکرانا

بقراط کا کہنا ہے کہ مریض کو سانس لینے میں اگر دقت ہو یا سانس بہت تیزی سے لیتا ہو تو یہ بھی اس کی بیماری کی شدت، نوعیت اور آئندہ بیماری کے بارے میں بہت اہم پیشگی علامات ہیں۔ جبکہ مریض کو ٹھنڈے بدن پر پسینہ آئے تو اس سے بھی مریض کے مرض کے بارے میں بہت کچھ جانا جا سکتا ہے اور مریض کی ان علامتوں سے دوا تجویز کرنے میں بہت آسانی رہتی ہے جبکہ ایسے بخار بھی ہیں جن کی وجہ سے دانت ٹکراتے ہیں جو کہ طبیب کے لیے اہم علامت

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہے۔

پھوڑے اور گینگرین

اس اہم کتاب میں بقراط نے ایسے شدید پھوڑوں کا ذکر کیا ہے جو کہ موت کا باعث بن سکتے ہیں۔

اس نے ان پھوڑوں کی خاص علامتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اندر پیدا ہونے والے مواد کو خارج کر کے ان کو ٹھیک کرنے کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔

بقراط نے گینگرین یعنی کسی بیماری کے باعث خون کا خاص کر ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کی انگلیوں میں جم جانا اور دوسرے زندہ جسم سے رابطہ منقطع ہونا بیان کیا ہے۔

یعنی آہستہ آہستہ بیماری کی شدت اس حد تک آ جاتی ہے کہ پاؤں اور ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں پر خون کی تہہ سیاہ ہو کر خون مر جاتا ہے اور یہ اعضاء سیاہ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

اس مرض کو اس نے گینگرین کا نام دیا ہے۔ اگرچہ اس نے بتایا ہے کہ اگر ایسی بیماری کی علامات پیدا ہونا شروع ہو جائیں تو ان اعضاء میں خون کی گردش کو دوبارہ جاری نہیں کیا جا سکتا۔

جسم سے خارج ہونے والے مادے اور فضلہ

بقراط کا کہنا ہے جسم سے خارج ہونے والی رطوبتیں مادے اور فضلہ وغیرہ بھی تشخیص کے لیے اہم علامتیں ہیں۔

جبکہ ان خارج ہونے والے مادوں میں اگر کوئی معمولی تبدیلی بھی رونما ہو جائے تو مریض کو چاہیے کہ وہ اس تبدیلی کے متعلق معالج کو بتائے تا کہ معالج ان مادوں کا معائنہ کر کے تشخیص کر سکے۔

اس کے علاوہ بلغم کا اخراج، رنگت اور مقدار بھی طبیب کے لیے اہم علامات ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بخار، درد اور رنگت میں تبدیلی

بقراط نے بخار کی مختلف قسموں کو بیان کر کے ان کی علامات سے تشخیص کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ مریض کے جسم میں ہونے والی دردیں اور اس کی رنگت میں تبدیلی بھی تشخیصِ علاج میں اہم علامات ہیں۔ بقراط نے مندرجہ بالا جو علامات تحریر کی ہیں، اس کا کہنا ہے کہ اگر ان تمام علامات کو مدنظر رکھا جائے تو ایک طبیب اپنے مریض کا علاج اور اس پر آنے والے دنوں کی بیماریوں کے بارے میں بھی پیشگی طور پر بتا کر اس کو حفظ ماتقدم کے حوالے سے بہت فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

بیماری کی پیشگی علامات کے بارے میں اس نے بہت تفصیل سے لکھا ہے لیکن اس کی یہ تمام ہدایات بہت ہی گڈمڈ اور کنفیوز کرنے والی ہیں۔

اس لیے اس کی ان باتوں کو باقاعدہ ایک Deta Chart کے ساتھ الگ الگ کر کے قواعد طب کو اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کی تفسیر جالینوس نے بھی بہت شرح بسیط سے لکھی ہے لیکن عربی سے کیے گئے تراجم میں بہت زیادہ ابہام موجود ہے۔ (39)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے آلات

(Instruments of Reduction)

بقراط وہ پہلا طبیب اور سرجن تھا جس نے انسانی جسم کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے طبی قواعد وضوابط اور آلات بنائے۔

مسلسل کھینچ لگانا(Traction)

کولہے، گھٹنے اور ٹانگوں کی لمبی ہڈیاں اگر ٹوٹ جائیں تو اس سے ہڈی کے ساتھ پٹھے اور گوشت سکڑ کر ٹانگ کو چھوٹا کر دیتے ہیں اور اس طرح ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے سرے آپس میں نہیں ملتے جس کی وجہ سے ہڈی صحیح طور پر نہیں جڑتی اور اگر جڑ جائے تو ٹیڑھی جڑتی ہے۔

اس کے لیے بقراط نے تختوں کو جوڑ کر ایک خاص قسم کا بینچ بنایا۔ اس بینچ پر مریض کو لٹا کر ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی ہڈی کو ایک خاص چرخی کے ساتھ وزن لٹکا کر جوڑنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس کو آج بھی میڈیکل سائنس میں Hippocratic Bench کہا جاتا ہے اور یہ طریقہ آج بھی کامیاب ہے اور اس کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اگر بازوؤں اور ہاتھوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں تو ان کو ایک خاص تکنیک سے سہارا دینا، تاکہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں مسلسل ایک مقام پر رہیں اور بغیر کسی دشواری کے ایک مخصوص مدت کے بعد جڑ جائیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط نے آپریشن کرنے کے کئی اوزار بھی ایجاد کیے جو کہ آج بھی آپریشن میں استعمال ہوتے ہیں۔(40)

اس کے علاوہ زخموں کو ایک خاص تکنیک سے سینا اور پٹیاں باندھنا وغیرہ بہت اہم ہیں زخموں کو سینے کے لیے سرجری کے بنیادی اوزار بقراط کے ہی ایجاد کردہ ہیں جبکہ بعد میں ان میں تبدیلیاں بھی کی گئیں تھیں۔

تیزی سے آنے والی بیماریوں کا غذائی علاج

(On Regimen in acute Diseases)

بقراط کا کہنا تھا کہ انسان کی روزمرہ کی غذا، انسانی جسم کے افعال اور غذائی قوت میں بہت گہرا تعلق ہے۔

بقراط کی اس کتاب کے چار ابواب ہیں ایک ماہر طبیب مریضوں اور عام لوگوں کی صحت کے لیے ایسی غذائیں تجویز کرسکتا ہے جو کہ انسانی جسم پر تیزی سے آنے والی بیماریوں کو شفایاب کرسکتی ہیں۔

غذا انسانی جسم میں ایسی رطوبتیں اور مواد پیدا کرتی ہے جس سے انسانی خلطوں میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے جبکہ غلط قسم کی غذا کی تجویز سے ان خلطوں میں مزید بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے۔

نرم، لطیف اور زود ہضم غذائیں لطیف مادے پیدا کرتی ہیں جبکہ ٹھوس اور غذا کی زیادتی انسانی جسم میں خلطوں کے توازن کو غیر متوازن کردیتی ہیں۔

اس لیے طبیب کو چاہیے کہ وہ مریض اور عام لوگوں کی غذا کے بارے میں ماحول کے مطابق غور کرے اور اس کی طبیعت، کام اور عمر کے مطابق غذا تجویز کرے۔ اس طرح متوازن غذا سے تیزی سے آنے والی بیماریوں کے علاوہ مستقبل میں لاحق والی بیماریوں کا بھی سد باب

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کیا جا سکتا ہے۔

بقراط کہا کرتا تھا کہ جو شخص غیر متوازن غذا کو جانوروں کی طرح کھا کر بیمار ہو جاتا ہے، میں اس کو پرندوں کی متوازن غذا کی طرح غذا تجویز کر کے صحت یاب کر سکتا ہوں۔

روزمرہ کی غذا کے بارے میں مریض سے تفصیل طلب کی جائے اور اس کے بعد طبیب مریض کی بیماری، خاص کر تیزی سے آنے والی بیماری کے بارے میں تمام اسباب کو جان سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ دراصل اس کہاوت کا خالق بھی بقراط ہی ہے۔

انسان پر تیزی سے آنے والی بیماری کے علاوہ عام بیماریوں میں بھی غذا اور پرہیز اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے طبیب کچھ غذائیں اور پرہیز تجویز کر سکتا ہے یعنی ایسی غذا جو مریض کے مزاج اور جسم کی خلطوں کے مطابق نہ ہو اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

مثلاً ایک ایسا مریض جس کے جسم میں بلغم کی زیادتی ہو اُسے ان جیسی تمام غذاؤں سے پرہیز کرنا ہوگا جو بلغم کی زیادتی کا سبب بنتی ہیں۔

اسی طرح شراب اور کھانے میں احتیاط نہ کرنا اور زیادہ مقدار میں ان چیزوں کا استعمال مریض یا تندرست شخص کو بیمار یا مزید بیمار کر سکتا ہے۔ اس لیے ایک ماہر طبیب کا فرض ہے، بلکہ اس کے پیشے کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے مریض کو ان تمام غذاؤں کے بارے میں آگاہ کرے جو اس کے لیے نقصان دہ ہیں یا اس کے لیے فائدہ مند ہیں۔ غذا کی صحیح تجویز سے مریض کو دوا کی ضرورت نہ ہوگی اور مریض صرف غذا کی لطیف طاقت سے ہی تندرست ہو جائے گا لیکن مریض کو ان غذاؤں سے پرہیز کرنا ہوگا جو کہ طبیب اس کے لیے تجویز نہ کرے۔

اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کتاب الغذاء کے نام سے کیا گیا ہے لیکن یہ تراجم انتہائی ناقص ہیں اور بقراط کے قواعد غذا کے نظام کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔ غذا کی اہمیت اس

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

قدر ہے کہ جدید دور میں علاج بالغذا پر بے شمار تحقیقی مقالا جات لکھے گئے ہیں۔

اس لیے بقراط نے غذا کی اہمیت اور پرہیز کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ ایک فطری نظام کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا تھا۔ اس طرح آج کے جدید دور میں بھی غذا اور پرہیز مریض اور عام صحت مند لوگوں کے لیے اتنے ہی اہم ہیں جتنے کہ بقراط کے دور میں تھے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہوائیں، پانی اور مقامات

(On Airs, Waters, and Places)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

یہ بقراط کی بہت ہی اہم اور بنیادی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ اس کتاب میں طلباء طب کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ علم طب کے حصول کے لیے بنیادی طور پر اس علاقے کے ماحول اور آب و ہوا وغیرہ کو اچھی طرح سمجھیں۔ جس علاقے میں انہوں نے اپنا کام شروع کرنا ہو۔

اس طرح اس مخصوص علاقے کے موسموں اور موسموں کی ہواؤں کے حوالے سے اس مخصوص علاقے کے لوگوں کے مزاج اور اس ماحول میں پیدا ہونے والے امراض کی کیفیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ اس مخصوص علاقے میں پینے کے پانی کے ذرائع اور پانی سے پیدا ہونے والے طبی اثرات جو کہ کئی قسم کے امراض پیدا کر سکتے ہیں، کو بھی طب کے طلباء کے لیے سمجھنا نہایت لازمی ہے۔

جبکہ اس مقام یا شہر میں وبائی امراض جو موسموں کی شدت یا کمی سے پھیلتے ہیں ان کو سمجھنا اور ان کے متعلق مقامی معلومات کا حصول بھی بہت ضروری ہے۔

یہ بہت ہی حساس اور لازمی معلومات طبیب کو بیماریوں کی وجوہات، اسباب اور متعلقہ امور فراہم کرتی ہیں۔ ان اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے طبیب اپنے مریضوں پر آنے والی

بیماریوں کی تشخیص بہت آسانی سے کرسکتا ہے اور اپنے مریضوں کو ادویات اور پرہیز وغیرہ کا پابند کر کے اس کا کامیاب علاج کرسکتا ہے۔

ہوائیں (Airs)

بقراط کی تحقیق کے مطابق کسی مخصوص علاقے میں گرم یا سرد ہواؤں سے انسان کے بدن میں غیر معمولی تبدیلی آ جاتی ہے۔ جیسا کہ عربوں نے ہواؤں کی دو اقسام کو بیان کیا ہے۔ بادِ سموم، یہ ہوا زہریلی ہوتی ہے اور بیماریوں کو اپنے اوپر اٹھائے پھرتی ہے۔

ایسی زہریلی ہوائیں عموماً منطقہ حارہ کے ممالک میں چلتی ہیں۔ ان ہواؤں میں بیماریوں کے موافق اجسام فوراً متاثر ہو کر بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جبکہ ان ہواؤں کے مخالف اجسام بالکل متاثر نہیں ہوتے اور ان زہریلی ہواؤں کا مقابلہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔

ہواؤں میں دوسری قسم بادِ نسیم کی ہے۔ یہ ہوا سمندروں کی جانب سے خشکی کی طرف چلتی ہے۔ ان ہواؤں میں لطیف اور بالیدہ مادوں کا بار ہوتا ہے اس لیے یہ ہوائیں ان علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو تندرست رکھتی ہیں۔

بقراط کا کہنا ہے کہ جو امراض ہوا کی خرابی سے نہ ہوں، ایسے امراض تمام شہریوں کو نہیں ہوتے بلکہ انفرادی لوگوں کو ہوتے ہیں۔ اس لیے طبیب کو ایسی تمام کیفیات اور اشیاء کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔ تاکہ امراض کی صحیح تشخیص ہو سکے اور عوام الناس کو فائدہ ہو۔

پانی (Waters)

طب کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مخصوص علاقے کے پانیوں کے متعلق مکمل علم رکھے کیونکہ پانی زندگی کا ایک لازمی اور اہم حصہ ہے اس لیے پانی بطور غذا اور دوا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن گدلے اور ثقیف پانی انسانوں کی بیماریوں کا باعث بھی بن سکتے ہیں بلکہ کئی بیماریاں تو ان پانیوں سے ہی لاحق ہوتی ہیں۔

بقراط کا کہنا ہے کہ کچھ پانی ذائقے اور وزن میں متخالف ہونے کی وجہ سے قوت میں بھی مختلف ہوتے ہیں۔

ایک اچھا طبیب اس مخصوص علاقے کے مختلف ذرائع آب کے بارے میں مکمل معلومات رکھتا ہے کیونکہ اس مخصوص علاقے میں جھیلوں اور جوہڑوں میں ٹھہرے ہوئے پانی کثیف ہونے کی وجہ سے مضر صحت بھی ہو سکتے ہیں جبکہ بہنے والا پانی جو کہ اونچی چٹانوں سے آبشار کی صورت میں نیچے گرتا ہے، کثافت سے پاک اور نرم ہوتا ہے۔ ایسا پانی صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے۔

طبیب کو ان علاقوں کی زمینوں کے بارے میں بھی غور و خوض کرنا چاہیے تا کہ اسے اس مخصوص علاقے کے تمام ذرائع کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائیں۔ اس طرح طبیب اپنے مریضوں کی قدرتی اور فطری شفائی قوت کو مزید بڑھا دے گا جس کے مثبت نتائج حاصل ہوں گے۔

پانیوں کی اقسام اور خواص

بقراط کی تحقیق کے مطابق پانی کی چار اقسام ہیں اور ہر قسم کے خواص مختلف ہیں۔

ضروری ہے کہ طب کا طالب علم پانیوں کی ان اقسام اور خواص کو اپنے ماحول اور علاقے کے مطابق معلوم کرے۔ اس طرح طبیب کو اپنے مخصوص علاقے کے پانیوں کے بارے میں جب مکمل طور پر معلوم ہو گا تو وہ مریضوں کا وبائی امراض، اور پانیوں کے خواص کے سبب پیدا ہونے والی بیماریوں کا صحیح و درست علاج کر سکے گا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

1-ساکن پانی

ایسے پانی ساکن اور غیر متحرک ہوتے ہیں۔ان پر سال میں ہونے والی تمام بارشیں برستیں ہیں اور ہر موسم کا سورج ان پر چمکتا رہتا ہے۔ایسے پانی ساکن ہونے کی وجہ سے بارشوں کے پانیوں سے گدلے ہوجاتے ہیں اور سورج کی مضر صحت شعاعیں ان پانیوں پر ایک بار پیدا کر کے انہیں مہلک بنا دیتی ہیں۔

ایسے پانیوں کے تالابوں میں تعفن بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ایسے پانی پہلے پہل بے رنگ ہوتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں آبی مخلوق بھی پیدا ہوجاتی ہے اور اس پانی کا رنگ ہلکا سبز ہوجاتا ہے۔موسم سرما میں یہ پانی ٹھنڈے ہوجاتے ہیں اس لیے ایسے پانی استعمال کرنے والے لوگوں کو بلغمی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ایسی بیماریوں میں سانس کی تکلیف، پیٹ کی خرابی اور بخار وغیرہ ہوتا ہے موسم گرما میں ہیضہ اور پیٹ درد کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ایسے پانی استعمال کرنے والے عموماً کمزور رہتے ہیں۔نوجوانوں کو دمہ اور پھیپھڑوں کی بیماریاں ہوجاتی ہیں جبکہ بوڑھوں کو تیز بخار ہوتا ہے۔

عورت کو لیکوریا کی شکایت رہتی ہے۔حاملہ عورتوں کو زچگی میں مشکل ہوتی ہے اور ایسی عورتوں کے بچے کمزور ہوتے ہیں۔

ایسے پانیوں کا استعمال کرنے والے زیادہ لمبی عمر نہیں پاتے اور ان پر بڑھاپا وقت سے پہلے طاری ہوجاتا ہے۔

2-چشموں کے پانی

ایسے پانی جو چٹانی چشموں سے نکلتے ہیں۔یہ پانی بہت زیادہ بھاری ہوتے ہیں کیونکہ چٹانوں میں سونے، چاندی، تانبے اور لوہے کی دھاتوں کی آمیزش کے علاوہ گندھک اور

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دوسرے کیمیائی مادوں کی وجہ سے ان پانیوں پر زبردست قسم کا بھاری پن آجاتا ہے۔ایسے پانی زود ہضم تو ہوتے ہیں لیکن اپنے بھاری پن کی وجہ سے کچھ لوگوں کے لیے مفید نہیں ہوتے۔ ایسے پانی جو بلند چٹانوں سے مٹی یا ریت پر گرتے ہیں تو ریت یا مٹی ان کا بھاری پن کھینچ لیتی ہے اور تمام دھاتی اور کیمیائی اثرات کو زائل کر دیتی ہے جس کی وجہ سے یہ پانی انتہائی شفاف، شیریں اور تمام قسم کے بھاری پن سے پاک ہوتے ہیں۔ایسے پانیوں پر سورج کی شعاعیں مہلک اثرات نہیں ڈالتیں۔

ایسے پانی بے رنگ، بے ذائقہ اور شفاف ہوتے ہیں اور جو لوگ ایسے پانی کو پیتے ہیں انہیں کئی قسم کی بیماریوں سے فائدہ ہوتا ہے۔

ایسے چشمے جو سورج کے رخ پر ہوتے ہیں ان پر سورج کی کرنیں اثر انداز ہو کر شفائی قوت پیدا کر دیتی ہیں جبکہ موسم سرما میں سورج کی شعاعیں کمزور ہونے کی وجہ سے یہ پانی تھوڑے سے کثیف ہو جاتے ہیں۔

دراصل یہ پانی قدرتی طور پر چشموں سے ابلتے ہیں اور قدرتی مراحل سے گزر کر صاف ہو جاتے ہیں اس طرح یہ پانی صحت کے لیے مفید ہوتے ہیں۔اس لیے ان کو استعمال کرنے والے لوگ لمبی عمر پاتے ہیں۔انہیں صفراء کی بیماری، دمہ اور پیٹ کی بیماریاں لاحق نہیں ہوتیں۔عورتیں نرم مزاج ہوتی ہیں اور زچگی میں انہیں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

ایسے پانی استعمال کرنے والے نوجوان ذہین اور ان کے جسم مضبوط ہوتے ہیں جبکہ وہ شدید بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

3-بارش کے پانی

ایسے پانی بہت ہلکے اور شیریں ہوتے ہیں کیونکہ سورج بارش کے پانی کو دریاؤں، سمندروں اور تمام تر جگہوں سے بخارات کی صورت میں ہواؤں سے اوپر اٹھا لیتا ہے ایسے پانی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بہت ہلکے ہوتے ہیں کیونکہ ان سے تمام مادے خارج ہو جاتے ہیں۔

بارش کے ایسے پانی اگر تالابوں میں زیادہ دیر تک ساکن رہیں تو بدبودار ہو جاتے ہیں۔

لیکن موسم بہار میں ہونے والی بارشوں کے پانی زیادہ بہتر ہوتے ہیں اور جلدی متعفن نہیں ہوتے۔

یہ پانی ہلکے اور شریں ہونے کی وجہ سے صحت کے لیے بہت مفید ہوتے ہیں ایسے پانی استعمال کرنے والوں کے اندر فطری شفائی قوت زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

ایسے پانی اگر متعفن ہو جائیں تو ہر عمر کے لوگوں کو بیمار کر دیتے ہیں۔ خاص کر گلے کی بیماریاں ان پانیوں کے پینے کی وجہ سے آتی ہیں اس لیے ایسے پانی کو ابال کر ٹھنڈا کر کے پینا بہت مفید ہے اور اس سے کوئی بیماری بھی لاحق نہ ہوگی۔

4- برف کے پانی

برف کے پانی صحت کے لیے مضر ہوتے ہیں کیونکہ جب پانی جم کر برف بن جاتا ہے اور دوبارہ پگھل کر پانی بنتا ہے تو پانی اپنی پہلی حالت میں نہیں ہوتا۔

کیونکہ ہلکا صاف اور مادوں سے پاک پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے جبکہ گدلا اور کثیف پانی اپنی حالت میں قائم رہتا ہے۔ یہی کثیف پانی جم کر برف بنتا ہے اور دوبارہ پگھلنے پر پانی بنتا ہے۔ (یہ صرف بقراط کا ذاتی خیال ہے)

بقراط کا کہنا ہے کہ برف کے پانی مہلک ترین پانی ہوتے ہیں (جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ تمام پانیوں کا منبع برف ہی ہے) ڈاکٹر فلپ New Saeme:۔ بقراط کہتا ہے کہ جو لوگ برف کے پانی کو پیتے ہیں تو انہیں پیشاب کی رکاوٹ ہو جاتی ہے اور مثانے میں پتھری بنتی ہے۔ بوڑھوں کو کمر درد اور پنڈلیوں میں درد ہوتا ہے۔

گرم مقامات پر برف پگھلے پانی کو پینے سے کئی قسم کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ایسا پانی استعمال کرنے والی عورتوں کے مثانے میں پتھری پیدا ہوتی ہے اور جوڑوں کا درد ہوتا ہے۔

مقامات (Places)

بقراط نے طب کے حوالے سے شاندار کام کیا ہے اور اس کی طبی اصطلاحات آج بھی استعمال ہو رہی ہیں۔ اُس نے ایک طبیب کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ جغرافیائی حوالے سے بھی مکمل معلومات حاصل کرے تاکہ جغرافیائی اثرات کو سمجھ کر بیماریوں کا علاج کیا جائے۔

اس طرح بقراط نے اپنی معلومات یا اس کے دور میں جو معلومات دستیاب تھیں ان سے استفادہ کرتے ہوئے کرہ ارض پر مختلف جغرافیائی خطوں میں ہونے والے غیر معمولی موسمی تغیرات کے بارے میں اپنا ذاتی نقطہ نظر بیان کیا ہے۔

ہم اس کو بقراط کی جغرافیائی جیورس پروڈنس (Geo Jurisprodence) کہہ سکتے ہیں۔

مقامات (Places) کے بارے میں اس نے دنیا کو چار خطوں میں تقسیم کیا ہے (جو کہ جدید دور میں غلط ثابت ہوا ہے)

1- شرق اوسط کے شہر

ہر وہ شہر جو شرق اوسط میں ہے۔ ان شہروں کی ہوا گرم ہے کیونکہ ان پر سورج عین وسط میں چمکتا ہے اس لیے ان شہروں کے پانی بھی بہت گرم ہوتے ہیں۔ لیکن سردیوں کے موسم میں ان شہروں کے پانی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

ایسے شہروں میں رہنے والوں کے مزاج بلغمی ہوتے ہیں اور پانی کی شدت کی وجہ سے اکثر لوگوں کے پیٹ خراب ہو جاتے ہیں۔ ان شہروں کے لوگوں کی بیویاں اکثر بیمار رہتی ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

اگر ایسی عورتیں حاملہ ہو جائیں تو اکثر اسقاط کر جاتی ہیں۔

بچوں میں سانس کی بیماریاں عام ہوتی ہیں اس کے علاوہ سردی کا بخار اور رات کا بخار عموماً رہتا ہے۔

اس وجہ سے ان شہروں میں آشوب چشم کی بیماری بھی ہوتی ہے۔ ان شہروں کے ادھیڑ عمر لوگوں کو عموماً دماغ کے نزلہ کی بیماری بھی لاحق ہو جاتی ہے۔

2- شمال کی جانب شہر

وہ تمام شہر جو شمال کی سمت میں ہیں یا ہوں گے، ایسے شہر ہمیشہ سرد ہواؤں کا سامنا کریں گے اور یہ سرد مرطوب ہوائیں ان شہروں کے باسیوں پر اثر انداز ہوں گی۔

اس سمت کے شہر چونکہ گرم ہواؤں سے دور ہوتے ہیں اس لیے ان شہروں میں سردی کا موسم طویل ہوتا ہے اور شہر کے نزدیکی تمام پانی خنک، سست اور شیریں ہوتے ہیں۔

ایسے شہروں کے لوگ طاقتور، جفاکش اور محنتی ہوتے ہیں۔ ان کے پیٹ عموماً سخت ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا کھانا بہت ہی مقوی ہوتا ہے اس لیے کافی سخت جان ہونے کی وجہ سے شدید بیماریوں سے اکثر لوگ محفوظ رہتے ہیں۔

ان لوگوں کو آنکھوں کی بیماریاں بھی بہت کم ہوتی ہیں۔ ان شہروں کے لوگوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں لیکن وبائی بیماریاں ان لوگوں کو بہت جلد لگ جاتی ہیں۔

ان شہروں کی عورتیں بھی مردوں کی طرح سخت جان ہونے کی وجہ سے اکثر شدید بیماریوں سے محفوظ رہتی ہیں۔ لیکن ان عورتوں میں بانجھ پن زیادہ ہوتا ہے۔ ان عورتوں کو مخصوص ایام میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان عورتوں کے بچوں کی تعداد بہت کم رہتی ہے اور حاملہ عورتوں کو بچہ پیدا کرنے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ ان شہروں کے لوگوں کے بچوں کو سانس کی بیماریاں اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ بالغ ہونے پر ان کو یہ بیماری لاحق نہیں

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہوتی۔ان شہروں کے نوجوان دھیمے مزاج کے ہوتے ہیں۔

3۔ مشرق کی جانب شہر

وہ تمام شہر جو سورج کے مشرق کی جانب ہوں۔ایسے شہروں کے باشندے بہت صحت مند ہوتے ہیں جبکہ گرم ہواؤں کی جانب شہر کے باشندے اتنے زیادہ صحت مند نہیں ہوتے۔ مشرق کی جانب شہروں کے باشندوں کو بیماریاں زیادہ نہیں ہوتیں۔

اس کی بڑی وجہ فطری ماحول، صحت مند دھوپ، لطیف ہوا اور صاف پانی ہے۔

ایسے شہروں کے پانی نہایت شفاف، نرم اور زود ہضم ہوتے ہیں۔ان شہروں کی ہوا سخت نہیں ہوتی کیونکہ سورج کی شعاعیں اس ہوا کی سختی کے درمیان لطیف لہریں پیدا کر دیتی ہیں۔

ان شہروں کے لوگ صحت منداور خوبصورت ہوتے ہیں۔مردوں کے مزاج تیز غصے والے ہوتے ہیں۔

ان شہروں میں پیدا ہونے والے اناج، پھلوں اور دیگر اجناس میں بہت طاقت ہوتی ہے۔

ان شہروں کے موسم معتدل ہوتے ہیں اور زیادہ تر موسم بہار ہی رہتا ہے اس لیے ان شہروں میں بہت کم بیماریاں ہوتی ہیں۔عورتیں تمام ایام میں یکساں طبیعتیں رکھتی ہیں اور بہت زیادہ بچے پیدا کر سکتی ہیں ان کو حاملہ ہونے اور بچہ پیدا کرنے میں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ان کی عورتوں کے مزاج معتدل اور نرم ہوتے ہیں اور آنکھیں بڑی ہوتی ہیں۔

ان شہروں کے نوجوان جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔بچوں میں پھیپھڑوں کی بیماریاں ہوتی ہیں لیکن بڑا ہونے پر ان کو اس بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

ان شہروں کے لوگوں کو متعدی اور وبائی بیماریاں بہت کم لگتی ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

4- مغرب کی جانب شہر

ایسے تمام شہر جو مغرب کی جانب ہیں۔ یہ شہر مشرقی گرم ہواؤں سے دور ہونے کی وجہ سے سرد ہواؤں کی لپیٹ میں رہتے ہیں۔

سرد ہوائیں ان شہروں میں کئی قسم کے امراض پیدا کرتی ہیں۔ ایسے شہروں کے پانی زیادہ صاف نہیں ہوتے اور اپنے بھاری پن کی وجہ سے پیٹ کی کئی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

ایسے شہروں میں سورج طلوع ہونے میں بہت دیر لگا تا ہے۔ ان شہروں کے باشندے اگرچہ محنتی اور سخت جان ہوتے ہیں لیکن ان میں اکثر کی طبعیتیں صفراوی ہوتی ہیں۔

ان شہروں کے مردوں کے رنگ سرخی مائل زرد ہوتے ہیں اور ان کو سانس اور پھیپھڑوں کی بیماریاں عام رہتی ہیں۔

ایسے شہروں کے نوجوان جلد بالغ ہو جاتے ہیں اور پھر ان پر جلدی بڑھاپا آ جاتا ہے۔

ان کی عورتوں کو بکثرت خون آتا ہے اور اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور بچہ پیدا کرنے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (41)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

حلف نامہ بقراط(Hippocratic Oath)

مارٹی ایبانیز(Marti Ibanez) نے 1961ء میں یونیورسٹی آف ایلڈ لیڈ میں بقراط کے کام پر تحقیقی مقالہ شائع کیا۔ اس مقالے کے صفحہ 217 پر مارٹی نے لکھا کہ حلف نامہ بقراط طبی پیشے کی اخلاقیات کے حوالے سے بہت ہی شاندار دستاویز ہے۔

اس حلف نامے کو بقراط کا اہم ترین کام تسلیم کیا جاتا ہے۔ حلف نامہ بقراط مقبول ترین دستاویز ہے۔

1961ء میں مارٹی ایبانیز نے حلف نامہ بقراط پر نئے سرے سے تحقیق کی اور ثابت کیا کہ یہ دستاویز بقراط نے ہی لکھی اور ترتیب دی تھی۔ یہ دستاویز طبی اخلاقیات کی بنیاد بھی ہے اور بہت سے طبی اقرار ناموں اور قوانین کی بھی بنیاد ہے۔

اس دستاویز نے طبی پیشے کو بہترین بنانے میں طبی اخلاقیات کو استحکام بخشا ہے۔

اس حلف نامے کو آج بھی میڈیکل گریجوایٹس ڈگری حاصل کرتے وقت انہی الفاظ میں دھرا کر تجدید عہد کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے بقراط سے پہلے علم طب صرف مخصوص خاندانوں تک محدود تھا۔ یہ علم سینہ بہ سینہ دادا سے باپ اور باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتا تھا۔ لیکن بقراط نے علم طب پر کتابیں لکھیں اور اس علم کو عام کر دیا۔ اب اسے اندیشہ تھا کہ اس علم سے نا اہل لوگ غلط اور خلاف اخلاق کام لیں گے اس لیے ضروری تھا کہ طب کے طالب علموں سے ایک ایسا حلف لیا جائے کہ فارغ التحصیل

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طبیب ایک اخلاقی دائرے کے اندر رہ کر عوام الناس کے لیے خدمات سرانجام دیں۔

حلف نامہ بقراط کا متن

یاد رہے کہ بقراط نے خدا کے لیے لفظ Devine استعمال کیا ہے یہ نام خدائی صفات کا احاطہ کرتا ہے۔

خدا جو کہ زندگی عطا کرنے والا ہے، وہی موت طاری کرتا ہے، وہ صحت عطا کرنے والا اور شفا کا خالق بھی ہے۔ خدا ہر بیماری کا علاج بھی وجود میں لایا ہے اس لیے میں اس کی عظمت کی قسم اٹھاتا ہوں، اس کے بعد اسقلی بیوس اور تمام دیوی دیوتاؤں کی قسم اٹھا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے عہد کو پورا کروں گا اور اس شرط کی پابندی پر ثابت قدم رہوں گا۔

میں اپنے استاد کو جس نے مجھے طب کی تعلیم دی اپنے باپ کی مانند جانوں گا۔ اپنے استاد کی ہر طرح کی خدمت کروں گا اور اپنی جائز آمدنی میں سے استاد کا حصہ بھی رکھوں گا۔

اگر استاد محترم کو میری مدد کی ضرورت ہوگی، خواہ مالی ہو یا جسمانی تو استاد کی یہ خدمت بجا لاؤں گا۔ استاد کی اولاد کو اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح سمجھوں گا اور ان کی تعلیم و تربیت کرنا میرا فرض ہوگا۔ میں استاد کی اولاد سے کسی قسم کی اجرت نہ لوں گا۔

میں اپنے استاد اور اپنے ہم مکتبوں کو بھی بھائیوں کی طرح سمجھوں گا میرے ہم مکتبوں نے جو میری طرح عہد کیا ہے میں ان کی عزت و احترام میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

طبی علوم و مسائل کی عزت قائم رکھنے میں استاد کی ہدایات پر جو عمل کرنے کی قسم اٹھائی ہے اس کو خلوص دل سے پورا کروں گا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ ہر ایک تدبیر علاج میں بیماروں کے فائدہ کے لیے کام کروں اور یہی میرا مقصد حیات ہوگا۔ میرے زیر علاج مریضوں کو جن چیزوں سے تکلیف یا نقصان ہونے کا خطرہ ہوگا، میں ان چیزوں اور کاموں سے دور رہوں گا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

میں مہلک دوا کسی کو نہ دوں گا، بے شک ایسی مہلک دوا مجھ سے مانگی ہی کیوں نہ جائے اور نہ ہی میں کسی مریض کو ایسی دوا بتاؤں گا جو زہر قاتل ہو۔

میں عہد کرتا ہوں کہ میں عورتوں کو اس طرح کی کوئی دوا نہ دوں گا جس سے ان کا حمل ضائع ہو جائے۔

میں اپنے پیشے کا احترام قائم رکھوں گا اور دوا تجویز کرنے میں پوری طرح سوچ سمجھ کر کام کروں گا اور اپنی پاک دامنی کا پورا خیال رکھوں گا۔

جس کے مثانہ میں پتھری وغیرہ ہو اس پر خود جراحی کا عمل نہ کروں گا بلکہ یہ کام ایسے قابل شخص کے سپرد کیا جائے گا جو اس میں مہارت رکھتا ہو۔ جس گھر میں جاؤں گا مریض کے فائدے کے لیے کام کروں گا اور کسی برائی کا خیال دل میں نہ لاؤں گا۔

ہر کام میں میانہ روی کا پابند رہوں گا اور مریضوں کے راز کو کبھی کسی پر ظاہر نہ کروں گا۔ کسی مریض کی شرمناک حالت کا ذکر کسی سے نہ کروں گا۔ میرا پیشہ مقدس ہے اور اس عہد کی خلاف ورزی کا انجام طبیب کی بدنامی ہوگا۔

بقراط کی وصیت (Hippocratic Legacy)

بقراط کو بابائے طب کہا جاتا ہے۔ بقراط کے طبی تحقیقی کام نے طب کے پیشہ میں ایک شاندار انقلاب برپا کر دیا تھا۔

اس کی موت کے بعد اس کے کام نے اطباء کے لیے نئی راہیں کھول دیں۔ اس دور میں جن پیشہ ور اطباء نے بقراط کے وضع کردہ اصولوں اور ہدایات پر عمل کیا وہ کامیاب ترین طبیب مشہور ہوئے۔

لیکن جن اطباء نے اس کی پیروی نہ کی اور قدیم طبی علاج ہی تجویز کرتے رہے وہ ناکام طبیب ثابت ہوئے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دراصل بقراط نے کلینیکل پریکٹس کو رواج دیا تھا جس میں مریض کی سابقہ History علامات وغیرہ کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔

اس طرح علاج کرنا زیادہ کامیاب ثابت ہوا تھا۔ بلکہ ان ہی مکمل شدہ دستاویزات سے مریض دوسرے طبیب سے مشورہ کر سکتا تھا۔ بقراط نے ''Legacy'' کے نام سے ایک مقالہ لکھا اس مقالے میں اس نے طب کے طلباء کے بارے میں وصیت کی۔ جو اس طرح ہے:

طب کے طالب علم کو شریف النفس ہونا چاہیے۔ وہ نوعمر ہو تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ نوعمری میں کام کرنے اور سیکھنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔ طب کا طالب علم تیز فہم ہو تاکہ مسائل کو اچھے انداز میں سلجھا سکے۔ نرم گفتار ہو اور وقار کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کرے تاکہ اس کے مریض اس سے متاثر ہوں۔

صحیح رائے قائم کرنے اور درست مشورہ دینے کی بہترین صلاحیت رکھتا ہو۔ شجاع اور بہادر ہو تاکہ مشکل حالات میں حوصلہ برابر رکھے۔ طب کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ غصہ پر قابو رکھ سکے۔ دولت کی ہوس نہ رکھتا ہو۔ بزدل اور مکار نہ ہو بلکہ معتدل مزاج، سخاوت کرنے والا اور انسانیت کا ہمدرد ہو۔

طبیب کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو مریض کی تکلیف میں شریک خیال کرے۔ مریضوں سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔

طبیب مریض کے راز کو راز ہی رکھے اور مریض کی بدنامی کا باعث بننے والی بات کو دوسروں کو نہ بتائے۔

طبیب میں ایسا حوصلہ اور فہم ہونی چاہیے کہ وہ دوسروں کی سخت اور تلخ گفتگو کو برداشت کر سکے کیونکہ کچھ مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جو طبیب سے ایسی سخت گفتگو کر سکتے ہیں۔ دراصل ایسے لوگ ذہنی بیمار ہوتے ہیں۔ طبیب کے بال زمانے کے رواج کے مطابق ہونے چاہئیں، اس کی انگلیوں کے ناخن بھی کٹے ہوئے ہونے چاہئیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

طبیب کے کپڑے صاف اور سفید ہونے چاہئیں۔طبیب کو چاہیے کہ وہ کبھی طیش میں نہ آئے۔

بقراط نے ایک طبیب اور طب کے طالب علم کے لیے ایسی ہدایات دی ہیں کہ اگر ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے تو طبیب معاشرے کا مقبول ترین انسان اور انسانیت کا ہمدرد ثابت ہوگا۔اس کی آمدن معقول ہوگی اور معاشرے میں اس کو باعزت مقام حاصل ہوگا۔(42)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط سے منسوب غیر معمولی کہانیاں (Legends)

بقراط ایک ذہین اور نابغہ روزگار طبیب تھا اس نے طبی دنیا میں زبردست انقلاب برپا کیا اور اس کے طریقہ علاج اور ضابطہ اخلاق نے دائمی شہرت حاصل کی۔

بقراط کی ذاتی زندگی کے متعلق بہت سی کہانیاں منسوب ہیں ان میں سے زیادہ تر کہانیاں سچی نہیں ہیں کیونکہ تاریخی حوالے سے اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔

بقراط نے شاندار زندگی بسر کی اور وہ اپنی زندگی میں ہی بقراط عظیم کہلایا جبکہ اس کی زندگی سے کئی معجزانہ کہانیاں وابستہ کردی گئیں ہیں۔ بقراط کے متعلق ایک غیر معمولی کہانی وابستہ ہے کہ جب ایتھنز میں طاعون Plague کی وبا پھیل گئی تو بقراط نے پورے شہر میں آگ کے بڑے بڑے الاؤ جلا کر شہر سے طاعون کی بیماری کے جراثیموں کو ختم کردیا یعنی Disinfect کردیا۔ جبکہ تاریخی حوالے سے ایسے کوئی شواہد نہیں ملتے۔

بقراط سے منسوب ایک دوسری کہانی ہے کہ مقدونیہ کا بادشاہ پریڈیکس (Perdiecas) ایک ایسی بیماری میں مبتلا تھا کہ اس بیماری کی سمجھ کسی طبیب کو نہ آتی تھی۔

لیکن بقراط نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھ کر بتا دیا کہ بادشاہ محبت کی بیماری (Love Sickness) میں مبتلا ہے اور اس طرح بادشاہ کی مطلوبہ محبوبہ سے بادشاہ کی شادی کر کے اس کو تندرست کردیا۔ اس کہانی کے بھی کوئی تاریخی شواہد نہیں ہیں بلکہ یہ کہانی بھی بقراط سے بلاوجہ منسوب کردی گئی ہے۔

kutubistan.blogspot.com

تیسری کہانی ایران کے شہنشاہ کے متعلق ہے کہ ایران کے شہنشاہ آرتخشرس (Artaxerxes) نے بقراط کو ایران بلویا اور بہت سا مال و دولت بقراط کو بھجوایا کہ وہ ایران آ کر ایرانی شہریوں کا علاج کرے لیکن بقراط نے ایران کے شہنشاہ کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور ایران نہ گیا۔

یہ کہانی بھی تاریخی شواہد سے خالی ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

چوتھی کہانی جو بقراط سے منسوب کی جاتی ہے اس کا تعلق عظیم سائنس دان اور فلسفی ڈیما کریٹس (Democritus) سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیما کریٹس کو عادت تھی کہ وہ ہر کسی کے ساتھ ہنس کر بات کیا کرتا تھا اور اسے ہنسنے کی بیماری تھی۔

ڈیما کریٹس کو کسی نے مشورہ دیا کہ تم جا کر بقراط سے اپنی بے تکی ہنسی کا علاج کرواؤ۔

ڈیما کریٹس جب بقراط کے پاس گیا تو بقراط نے اس کو ایسا سنجیدہ کر دیا کہ وہ ہنسنے کی بجائے اداس رہنے لگا۔

اس حد تک تو بات صحیح ہے کہ ڈیما کریٹس کو آج بھی ہنستا ہوا فلسفی (Laughing Philosopher) کہا جاتا ہے لیکن اس نے کبھی بقراط سے اپنی ہنسی کا علاج کروایا ہو، ایسی کوئی شہادت تاریخ میں نہیں ملتی جبکہ ہنسنا اور خوش رہنا کوئی بیماری ہی نہیں ہے۔ پانچویں کہانی بقراط کی موت کے بعد اس کی قبر سے منسوب ہے۔ جالینوس جو کہ بقراط کا بہت زیادہ مداح اور شارح ہے، اس نے بیان کیا ہے کہ بقراط کی قبر پر شہد کا چھتا تھا۔ جو کوئی مریض خواہ کسی بھی مرض میں مبتلا ہوتا اس شہد کے چھتے سے شہد کھا لیتا تو اس کی بیماری فوراً ختم ہو جاتی۔

اس کہانی کے بھی کوئی تاریخی شواہد نہیں ملتے بلکہ یہ کہانی عقیدت کے طور پر بقراط سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ چھٹی کہانی بھی اس کی موت کے بعد اس سے منسوب کی گئی۔ جالینوس نے اس کہانی کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بقراط نے اپنی موت سے کچھ دیر پہلے ہاتھی دانت کا خوبصورت بند ڈبہ اپنے شاگردوں کو دیا اور وصیت کی کہ اس ڈبے کو بھی اس کی میت کے ساتھ

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

قبر میں دفن کر دیا جائے۔ وہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا ڈبہ بھی اس کی قبر میں اس کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ ایک عرصہ گزر جانے کے بعد اتفاق سے قیصر روم کا گزر بقراط کی قبر کے قریب سے ہوا۔ اس وقت قبر بہت ہی خستہ حال ہو چکی تھی۔ قیصر روم کو جب بتایا گیا کہ یہ قبر عظیم طبیب بقراط کی ہے تو قیصر روم نے حکم دیا کہ قبر کو دوبارہ بقراط کے شایانِ شان تعمیر کیا جائے۔ جب قبر کی تعمیر کے لیے بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو کھدائی کرنے والا کو ایک خوبصورت منقش ہاتھی دانت کا ڈبہ ملا جو کہ بند تھا۔ ڈبہ جب وہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا ڈبہ قیصر روم کو دکھایا گیا تو اس نے ڈبہ کھولنے کا حکم دیا۔

جب ڈبہ کھولا گیا تو اس میں ایک کتاب تھی، جس میں پچیس ایسے امراض لکھے ہوئے تھے، جن کے بارے میں معلوم ہو جاتا تھا کہ مریض کتنے دنوں کے بعد مر جائے گا۔

یہ کہانی بھی بے معنی ہے اور تاریخی لحاظ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بقراط کے متعلق ایک کہانی اس کے پہلے سوانح نگار سورانوس (Soranus) نے بھی بیان کی ہے۔

سورانوس کا کہنا ہے کہ یونان میں ایک شفائی مندر (Healing temple) تھا۔ اس شفائی مندر کو بقراط نے ایک دن آگ لگوا دی اور وہ وہاں سے چلا گیا۔ یہ مندر کنڈوس (Knidos) میں واقع تھا۔

جبکہ بقراط کا دوسرا سوانح نگار ٹیزیٹز (Tzetzes) لکھتا ہے کہ یہ بقراط کا آبائی مندر تھا اور یہ مندر اس کے اپنے شہر کوس میں واقع تھا۔

لیکن دونوں نے اس مندر کو آگ لگانے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔

بقراط کے متعلق یہ تمام کہانیاں اس کو ایک لیجنڈ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جبکہ بقراط کا شاندار کام جو کہ انسانیت کی فلاح کے لیے ہے اس کو عظیم بنانے کے لیے کافی ہے۔ (43)

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط عرب مورخین کی نظر میں

تیسری صدی عیسوی میں عرب اطباء، مورخین اور فلاسفہ نے علم وحکمت میں بہت زیادہ کام کیا۔ یونانی اور لاطینی کتب کے بے شمار تراجم عربی زبان میں کیے گئے۔

عرب تحقیق وتعلیم میں خود ہی یونانیوں سے کسی درجہ کم نہ تھے۔ اس دور میں عرب میں مختلف علوم و فلسفہ میں بے شمار نادر کتب تصنیف کی گئیں۔ اس دور کو عرب کا دور وسطیٰ (Middle Ages) کہا جاتا ہے۔

یونانی طبیب اور فلسفی جالینوس (Galen) (129ء سے 200ء) نے بقراط کو تقریباً چھ سو سال بعد دوبارہ دریافت کیا۔ اس نے بقراط کی بہت سی کتب پر سیر حاصل شرحیں لکھیں اور بقراط کو خراج عقیدت پیش کیا۔

عرب علماء نے زیادہ تر جالینوس کی شرحوں کے تراجم کیے اور بقراط اور جالینوس کے کام کو آگے بڑھایا۔

یہاں ہم ''ابن ابی اصیبعہ'' کی معروف کتاب ''عیون الانباء فی طبقات الاطباء'' سے بقراط کی زندگی، طبی کارنامے اور فلسفے کے بارے میں اسی کے انداز بیان کو برقرار رکھتے ہوئے بیان کریں گے۔

بقراط کا زندگی نامہ

ابن ابی اصیبعہ کا کہنا ہے پہلے ہم بقراط کے کچھ مخصوص حالات اور اسے جو تائید الٰہی

حاصل تھی اس کا تذکرہ کریں گے پھر ان یونانی اطباء کا ذکر کریں گے جو گو اسقلیبوس کی نسل سے نہ تھے لیکن ان کے اندر بقراط نے فن کی ترویج و اشاعت کی تھی۔

بقراط ان اکابر اطباء میں آٹھواں شمار ہوتا ہے جن میں اسقلیبوس کا نام سر فہرست ہے۔

بقراط کا تعلق نہایت شریف گھرانے اور اعلیٰ نسب سے تھا۔ یونانی زبان سے بعض مقامات پر مجھے اس کا نسب نامہ اس طرح ملا ہے۔ بقراط بن ایرقلیدس بن بقراط بن عنوسید یقدس بن بزوس بن سوسطراطس ابن ثاوذروس ابن قلادموطادرس بن ملک قریسامیس لہٰذا وہ اپنے گھرانے میں قدرتی طور پر نہایت شریف النفس تھا۔

شاہ قریسامیس کی آٹھویں، اسقلیبوس کی اٹھارویں اور زواس کی بیسویں پشت میں آتا ہے۔

بقراط کی ماں فرکشیا بنت فینا ریطی ایرقلیس کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، لہٰذا بقراط کا تعلق دو شریف نسلوں سے تھا۔ ایک طرف باپ کے تعلق سے آل اسقلیبوس سے اور دوسری طرف ماں کے تعلق سے آل ایرقلیس سے۔ فن طب کی تعلیم اس نے اپنے والد ایرقلیدس اور دادا بقراط سے حاصل کی تھی اس کے ان دونوں بزرگوں نے اسے طب کے اصول و مبادی سکھائے تھے۔

بقراط کی مدت حیات پچانوے برس ہے۔ سولہ سال اس نے بچپن گزرا اور حصول علم اور تدریس میں اناسی سال بیتائے۔ اسقلیبوس اور بقراط کا درمیانی وقفہ دو سال کا ہے۔ بقراط نے فن طب پر نگاہ ڈالی اور اسے یہ دیکھ کر فن طب مٹ جانے کا سخت اندیشہ ہوا۔ اس نے غور کیا کہ اسقلیبوس اول نے فن طب کی تعلیم کی بنیاد جن مقامات پر رکھی تھی وہ اکثر برباد ہو چکے تھے۔

جالینوس کی تشرح کے مطابق فن طب کی تعلیم کے تین مراکز تھے۔ ان میں ایک شہر روڈس، دوسرا شہر قنیدس اور تیسرا شہر قو تھا۔

شہر روڈس جہاں طب کی تعلیم ہوتی تھی تیزی سے زلزلوں کی وجہ سے ویران ہو گیا اور اس

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

شہر میں اسقلیبوس کا کوئی وارث نہ تھا۔
شہر قنیدس کا چراغ بھی گل ہوگیا کیونکہ اس شہر میں وارثین بہت کم تعداد میں باقی رہے۔
شہر قو جو بقراط کا مسکن تھا باقی وارثین کی قلت سے یہاں بھی تھوڑے ہی آثار زندہ رہ سکے۔

بقراط نے فن طب پر نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ آل اسقلیبوس کے وارث کم ہو گئے ہیں تو اس نے فن طب کو تمام عالم میں اور تمام انسانوں تک پھیلانے کا فیصلہ کرلیا تا کہ یہ فن فنا نہ ہو سکے۔

اس نے کہا خیر کا فیضان ہر حق دار کو خواہ دور کا ہو یا نزدیک کا پہنچنا بہر حال ضروری ہے۔

اس نے اجنبیوں کو اس مہتم بالشان فن کی تعلیم دی اور ان سے ایک عہد لیا جسے خود اس نے اپنے قلم سے تحریر کیا تھا۔ اس نے اطباء طب سے وہ قسمیں بھی لیں جن کا اس عہد نامہ میں تذکرہ ہے اس نے تاکید کی جو شرط ان پر عائد کی گئی ہے اس کی خلاف ورزی نہ کریں گے نیز کسی کو فن کی تعلیم اسی وقت دیں گے جب ان سے بھی یہی عہد لے لیں گے۔

ابوالحسن علی بن رضوان فرماتے ہیں:

بقراط سے پہلے فن طب ایک خزانہ تھا جسے آباء اپنی اولاد کے لیے ذخیرہ کرتے تھے۔ یہ فن صرف ایک ہی خاندان میں محدود رہتا تھا جس کا تعلق اسقلیبوس کے خاندان سے تھا۔

یہ نام اسقلیبوس یا تو کسی فرشتہ کا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو طب کی تعلیم کے لیے معبوث فرمایا تھا یا وہ کوئی الٰہی طاقت بن کر آیا تھا جس نے لوگوں کو طب کی تعلیم دی۔

بہر حال یہ پہلا شخص تھا جس نے فن طب کو سکھایا۔ قدماء کے مطابق پہلے طالب علم نے اپنے آپ کو اس کی جانب منسوب کیا۔ اس زمانے میں معلم کو طالب علم کا باپ کہا جاتا تھا۔

اس اولین طالب علم سے اسقلیبوس کی جانب منسوب گھرانے کی نسل چلی۔ یونان کے بادشاہ اور سردار اسی گھرانے سے ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے فن طب کی تعلیم دوسروں تک نہیں پہنچنے دی بلکہ انہی کے اندر وہ تعلیم مخصوص تھی۔ وہ صرف اپنے بیٹوں یا پوتوں کو ہی تعلیم دیا کرتے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

تھے۔ تعلیم کا طریق بالمشافہ تھا۔ کتابوں کے اندر فن طب کو مدون کرنے کا طریقہ نہ تھا۔

اگر کسی مسئلہ کو مدون کرنے کی ضرورت ہوتی تو اسے معمہ کی صورت میں مدون کرتے تا کہ ان کے علاوہ دوسرے نہ سمجھ سکیں۔

باپ بیٹے کو یہ معمہ سمجھا دیا کرتا تھا۔ طب فقط بادشاہوں اور فقیروں میں محدود تھی اس پر وہ کسی قسم کی اجرت نہ لیتے۔ فن طب کی خدمت غیر مشروط طور پر کر کے وہ لوگوں پر احسان کرتے تھے۔ یہی طریق مسلسل باقی رہا حتیٰ کہ اہل قوتین بقراط اور اہل ابدیرا میں ذمقراط پیدا ہوئے۔ یہ دونوں معاصر تھے۔

ذمقراط نے زہد اختیار کیا اور اپنے شہر کا انتظام ترک کر دیا۔ بقراط نے اپنے گھر والوں کو دیکھا کہ فن طب کے باب میں ان کے اندر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور اسے فن طب کے ناپید ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہوا چنانچہ اس نے کتابوں کے اندر صحت کے ساتھ اسے مدون کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے دونوں صاحب فضل و کمال فرزندوں اور اپنے ایک شاگرد خوبولس کو اس نے فن طب کی تعلیم دی۔ اسے محسوس ہوا کہ فن طب اس اسقلیبوس کے گھر سے نکل کر دوسروں تک منتقل ہو رہا ہے لہٰذا ایک عہد نامہ مرتب کیا جس میں طالبعلموں سے یہ قسم لی کہ وہ ہمیشہ پاک وصاف اور شرافت کے حامل رہیں گے۔

پھر ایک ضابطہ مرتب کیا جس میں اس نے بتایا کہ فن طب حاصل کرنے کا کردار کیا ہو؟ تب ایک اصلیت مرتب کی جس میں ان تمام امور کی تفصیل پیش کی، جس کی ایک طبیب کو ضرورت ہوتی ہے (44)

عہد نامہ بقراط

حیات و موت کے مالک، صحت بخشنے والے اور شفاء اور ہر علاج کے خالق کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اسقلیبوس کی قسم اٹھاتا ہوں، مردوں اور عورتوں میں اللہ کے جو اولیاء پیدا ہوئے ان سب

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کی قسم کھاتا ہوں اور انہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس قسم اور شرط کو پورا کروں گا اور جس نے مجھے اس فن کی تعلیم دی ہے اسے اپنے آباء کے بمنزلہ تصور کروں گا۔ اپنی معاش سے اس کی مدد کروں گا، اسے مال کی ضرورت ہوگی تو اپنی دولت سے اس کی خدمت کروں گا۔ اس کی نسل کو اپنے بھائیوں کے برابر سمجھوں گا۔ اگر ضرورت ہوگی تو یہ فن انہیں بغیر کسی اجرت اور شرط کے سکھاؤں گا۔ اپنی اولاد، اپنے معلم کی اولاد اور ان تلامذہ کو جن پر شرط فرض ہو چکی ہو اور جنہوں نے طبی ناموس کی قسم کھائی ہو، وصیتوں علوم و مصارف اور جو کچھ کہ اس فن کے اندر ہے ان سب میں شریک کروں گا، ان کے علاوہ دوسروں کے ساتھ یہ سلوک نہ کروں گا۔

امکان کی حد تک تمام تدابیر میں مریضوں کے فائدے کا خیال رکھوں گا، جو اشیاء ان کے حق میں مضر اور ان پر ظلم و زیادتی کے مترادف ہوں گی، اپنے خیال کی حد تک انہیں ان سے محفوظ رکھوں گا۔

اگر کوئی مریض مہلک دوا کا طالب ہوگا تو نہ دوں گا نہ ہی اسے اس قسم کا کوئی مشورہ پیش کروں گا۔

عورتوں پر کوئی مسقط جنین فرزجہ استعمال نہ کروں گا۔ بلکہ اپنی تدبیر اور فن کے اندر خود کو پاکیزگی پر ثابت قدم رہوں گا۔

جس مریض کے مثانہ میں پتھری ہوگی اس پر گراں نہ بنوں گا بلکہ اسے اس شخص کے لیے چھوڑ دوں گا جس کا یہ پیشہ ہوگا۔

میں جس گھر میں داخل ہوں گا اس میں محض مریضوں کو فائدہ پہنچانے کی خاطر داخل ہوں گا۔

میں تمام باتوں میں عورتوں اور مردوں، خواہ آزاد ہوں خواہ غلام، کے باب میں ہر ظلم و ستم اور بدنیتی سے پاک رہوں گا۔

مریضوں کے معالجہ کے وقت جو چیزیں دیکھوں گا یا سنوں گا یا لوگوں کے تعرفات میں جو

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

باتیں مریضوں کے معالجاتی اوقات کے علاوہ نظر آئیں گی کہ انہیں خارج میں کہا نہ جا سکے، ان سے باز رہوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ اس طرح کی باتیں نہیں کہی جاتی ہیں، جو اس قسم کو پورا کرے گا اور اس میں سے کسی چیز کی خلاف ورزی نہ کروں گا، اسے یہ حق پہنچے گا کہ اس کی تدبیر اور اس کا فن نہایت خوب صورتی اور افضل طریقہ پر کمال پر پہنچے اور لوگ آنے والے زمانے میں اس کے فن کی نہایت خوبصورتی سے ہمیشہ تعریف کریں گے۔

مگر جو اس سے تجاوز کریں گے، اس کا حال برعکس ہوگا یہ ناموس طب کا وہ نسخہ ہے جسے بقراط نے تیار کیا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ طب تمام فنون کے اندر ایک اعلیٰ اور اشرف فن ہے اسے اختیار کرنے والے کی کوتاہ فہمی اس بات کا سبب بن جائے گی کہ لوگ اس فن کو چھین لیں گے۔

کیونکہ تمام دنیا میں اس کے علاوہ کوئی اور عیب نہیں ہے کہ دعویٰ تو فن طب کا کیا جائے مگر اس کی اہلیت نہ ہو۔

اس کی مثال سراب کی ہے جسے لوگوں کی تفریح کی خاطر داستان گو حضرات پیش کرتے ہیں۔ جس طرح سراب کی محض صورتیں ہوتی ہیں، حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، اسی طرح نام کے اطباء تو زیادہ ہیں لیکن بالفعل بہت کم ہیں۔

فن طب حاصل کرنے والے کے لیے مناسب ہے کہ عمدہ اور سازگار طبیعت، شدید سچی طلب اور مکمل رغبت رکھتا ہو۔ ان تمام باتوں میں سب سے افضل طبیعت کا مسئلہ ہے۔ یہ ساز گار موافق ہو تب ہی تعلیم کی جانب متوجہ ہونا چاہیے۔ طالب فن گھبراہٹ اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے تاکہ اس کے فکر کے پردہ پر فن کی تصویریں چھپ سکیں اور بہتر نتائج برآمد ہوں۔

مثال کے لیے زمین کا پودا پیش نظر رکھو۔ طبیعت مثل مٹی کے تعلیمی عفت مثل کھیتی کے اور تعلیمی تربیت عمدہ زمین کے اندر بیج پڑنے کی مثل ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

فن طب کے بارے میں جب ان باتوں پر توجہ مبذول کی جائے گی تب جو طلباء فارغ ہوں گے وہ محض نام کے نہیں بلکہ کام کے اطباء ہوں گے۔ علم طب عالم طب کا ایک عمدہ خزانہ اور شاندار ذخیرہ ہے، کھلے اور چھپے طور پر وہ اسے خوشیوں سے بھر دے گا۔ مگر پیشہ طب اختیار کرنے والا اگر جاہل ہے تو اس کا فن برا ہے اس کا ذخیرہ خراب ہے وہ خوشی نہیں پا سکتا بے صبر ضعف کی علامت اور فن طب سے کم واقفیت کی دلیل ہے۔ (45)

بقراط کی وصیت

"ترتیب الطب" کے نام سے بقراط نے ایک وصیت کی تھی جس کا متن حسب ذیل ہے۔

طب کے طالب علم کو اپنی ذات میں آزاد اور مزاج میں عمدہ ہونا چاہیے۔ کم عمر ہو قد و قامت متعدل اور اعضاء متناسب ہوں۔ فہم و ادراک بہتر، گفتگو عمدہ اور اصابت رائے کا مالک، عفیف، پاک دامن اور بہادر ہو، زر پرست نہ ہو، غصہ کے وقت نفس پر قابو رکھتا ہو، غصہ حد سے زیادہ نہ کرتا ہو، بلید اور کند ذہن نہ ہو۔ مریض کا غمگسار اور اس کے حق میں مشفق ہو۔ گالی گلوچ برداشت کر سکتا ہو۔ کیونکہ کچھ لوگ ہمارے سامنے ایسے بھی آئے ہیں جو برسام اور سوداوی، وسوسہ کے مریض تھے ہمیں ان کو برداشت کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ گالی گلوچ کرنا ان مریضوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔ ان میں یہ بات خارجی طور پر پیدا ہو گئی ہوتی ہے۔

طب کا طالب علم سر منڈوائے تو اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھے نہ اسے بالکل ہی منڈوا دے نہ اس طرح چھوڑ دے کہ گیسو بن جائیں۔ ہاتھ کے ناخن مناسب طور پر کٹوائے۔ کپڑے سفید، صاف ستھرے اور ملائم پہنے، رفتار میں عجلت نہ ہو، کیونکہ یہ طیش کی دلیل ہے۔ نہ سست رفتار ہو کیونکہ اس سے ضعف نفس کا پتہ چلتا ہے۔ مریض کے یہاں آئے تو آلتی پالتی مار کر بیٹھے اور سکون و وقار کے ساتھ اس کے حالات معلوم کرے۔ قلق اور اضطراب کی حالت میں نہ

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہو۔ میرے نزدیک یہ پوشاک، یہ شکل وصورت اور ترتیب نہایت افضل ہے۔

جالینوس کا کہنا ہے طبی علوم کے ساتھ ساتھ بقراط کو علم نجوم بھی حاصل تھا۔ معاصرین میں کوئی بھی اس باب میں اس کا ہمسر نہ تھا۔ وہ ان عناصر وارکان کا علم رکھتا تھا جس سے اجسام حیوانی مرکب ہیں۔ ان تمام اجسام کا کون وفساد بھی اسے معلوم تھا جو کون وفساد قبول کرتے ہیں۔ بقراط پہلا شخص ہے جس نے مذکورہ اشیاء کی حقیقت پر دلیل فراہم کی۔ اس نے دلیل کے ساتھ یہ بات کہی کہ تمام حیوانات اور نباتات میں صحت اور بیماری کیوں کر ہوتی ہے۔ اسی نے امراض کی اقسام اور ان کے علاج کی جہتیں دریافت کیں۔

میرے نزدیک بقراط کی معالجاتی کوششوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ ہمیشہ مریضوں کے علاج معالجہ اور انہیں فائدہ پہنچانے کے لیے سرگرداں رہتا تھا۔

یہی پہلا شخص ہے جس نے شفاخانہ ایجاد کیا۔ اپنے گھر کے قریب ایک باغ میں اس نے مریضوں کے لیے ایک الگ جگہ بنائی اور یہاں ان کے علاج کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ملازم رکھے۔ اس جگہ کا نام اس نے ''اخسندوکین'' (بیماروں کا مجمع) رکھا تھا۔ فارسی زبان کے لفظ بیمارستان کا بھی یہی مفہوم ہے۔

پوری مدت حیات کے اندر بقراط کا مشغلہ بس فن طب پر غور وفکر، طبی اصول ومبادی کا استخراج، مریضوں کا علاج اور مریضوں کو راحت پہنچانا اور انہیں امراض سے نجات دلانا تھا۔

''ابید یمیا'' نامی جو کتاب اس نے لکھی اس میں مریضوں کے بہت سارے واقعات قلم بند کیے، جو اس کے زیر علاج آئے تھے۔

ابید یمیا کے معنی ہیں ''طاری ہونے والی بیماریاں''

حصول ثروت اور ضرورت سے زیادہ دولت کی خاطر بقراط نے کبھی کسی بادشاہ کی خدمت کرنا پسند نہ کی۔

جالینوس لکھتا ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ایران کا ایک عظیم بادشاہ جسے یونانی ارتخشرس کہتے تھے دارا بن دارا کا دادا اردشیر فارسی تھا اس کے زمانے میں ملک کے اندر ایک وباء آئی تو شہر فاوان کے گورنر کو اس نے لکھا کہ بقراط کو سو قنطار سونا نہایت عزت واحترام کے ساتھ پیش کرے اور اتنی ہی قیمت کی جاگیر عطا کرنے کی بھی ضمانت دے، اسی کے ساتھ یونان کے بادشاہ کو بھی لکھا کہ وہ بقراط کو ایران روانہ کرنے کی کوشش کرے۔ اس پر اس نے سات سال کے لیے صلح کی ضمانت اسے پیش کی۔ مگر بقراط نے یہ گوارانہ کیا کہ اپنے ملک سے نکل کر ایران جائے۔ یونانی بادشاہ نے بے حد اصرار کیا تو اس نے کہا دولت کے عوض شرف وفضیلت کا سودا نہیں کر سکتا۔

بادشاہ بروقیس جب کچھ بیماریوں میں مبتلا ہوا تو بقراط اس کے یہاں عرصہ تک نہیں رہا۔ بلکہ اسے چھوڑ کر اپنے اور دیگر حقیر شہروں کے فقراء ومساکین کے علاج میں مصروف ہوا۔ اس نے یونان کے تمام شہروں کا دورہ کر کے آب وہوا اور مقامات پر ایک کتاب لکھی۔

جالینوس مزید لکھتا ہے۔

بقراط محض دولت کو حقیر ہی نہیں سمجھتا تھا بلکہ عیش وآرام کو بھی حقارت سے دیکھتا تھا اور کردار کی خاطر تعب اور تکان کو ترجیح دیتا تھا۔

بعض قدیم تاریخوں کے مطابق بقراط کا زمانہ بہمن بن اردشیر کا تھا۔ بہمن بیمار پڑا تو اس نے بقراط کے شہر والوں کو لکھا کہ اسے بھیج دیں مگر انہوں نے جواب دیا ہمارے شہر سے بقراط نکالا گیا تو ہم سب نکل کر اس پر نثار ہو جائیں گے۔ بہمن نرم پڑ گیا اور بقراط کو انہی کے پاس رہنے دیا بقراط بخت نصر کے چھیانوے سال بعد منصۂ شہود پر آیا تھا۔ اس وقت بہمن چودہ سال حکومت کر چکا تھا۔

سلیمان بن حسان معروف بہ ابن جلجل لکھتا ہے۔

لفظ بقراط کے معنی گھوڑوں کے منتظم اور ایک قول کے مطابق اس کے معنی صحت پر گرفت رکھنے والے اور ایک دوسرے قول کے مطابق ارواح کو گرفت میں رکھنے والے کے ہیں۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

kutubistan.blogspot.com

یونانی میں بقراط کا اصل نام ''ایفوقراطیس'' (Hippocrates) ہے عرب بالعموم اسماء کو مخفف کر دیتے ہیں اور معانی میں اختصار پیدا کرتے ہیں، اس نام کو مخفف کر کے انہوں نے البقراط یا بقراط کر دیا ہے۔

عربی اشعار میں یہ نام بکثرت آیا ہے، اسے تاء سے بھی لکھتے ہیں جیسے البقرات یا بقرات۔

مبشر ابن فاتک ''مختار الحکم ومحاسن الکلم'' میں لکھتے ہیں۔

بقراط خوبصورت، گورا، درمیانہ قد، دونوں پتلیاں سرخی آمیز، ہڈیاں موٹی، خمیدہ پشت، داڑھی متوازن اور سفید، سر بڑا سخت اعصاب سست رفتار، متوجہ ہوتا تو مکمل طور پر کثرت سے سر جھکائے ہوئے گفتگو کرتا۔ سامع کے سامنے اپنی گفتگو بار بار دہراتا، نشست اختیار کرتا تو نگاہ نیچی رکھتا۔ اس میں تھوڑی خوش فعلی بھی تھی۔ کثرت سے روزہ رکھتا، ہاتھ سے کبھی نہ کھاتا، بلکہ چھری کانٹا استعمال کرتا۔

حنین بن اسحاق ''نوادر الفلاسفہ والحکماء'' میں لکھتا ہے۔

بقراط کی انگوٹھی کے نگینہ پر حسب ذیل عبارت منقوش تھی ''المریض الذی یشتھی ارجیٰ عندی من الصحیح الذی لا یشتھی'' (بیمار جسے بھوک لگتی ہو میرے نزدیک اس تندرست سے بہتر ہے جسے بھوک نہیں لگتی ہو)۔

کہا جاتا ہے کہ بقراط کی موت فالج سے واقع ہوئی تھی۔ اس نے وصیت کی تھی اس کے ساتھ ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک ڈبہ بھی دفن کر دیا جائے، کسی کو معلوم نہ تھا اس میں کیا ہے، قیصر بادشاہ کا گزر اس کی قبر سے ہوا تو اس نے قبر کو خراب حالت میں دیکھا اور اس کی تجدید کا حکم دیا۔ اس زمانے میں حکماء کے حالات کی جستجو بحالت زندگی بھی اور وفات کے بعد بھی بادشاہوں کا معمول تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک حکماء نہایت جلیل القدر اور مقرب ہستیوں کا مقام رکھتے تھے۔ قبر کھودی گئی اور قیصر نے وہ ڈبہ نکال لیا۔ اس میں اس نے موت کے بارے میں 25 مسئلے

پائے جن کا سبب نا معلوم تھا۔ کیونکہ ان مسئلوں کے اندر بقراط نے موت کا جو فیصلہ کیا تھا وہ متعین اوقات اوہام پر مبنی تھا یہ عربی زبان میں موجود ہیں کہا جاتا ہے کہ جالینوس نے ان کی تشریح کی تھی، مگر میرے نزدیک یہ بات دوراز قیاس ہے۔ یہ مبنی بر حقیقت ہوتی اور جالینوس کی تشریح بھی موجود ہوتی تو یقیناً عربی زبان میں منتقل ہوئی ہوتی کیونکہ بقراط کی جتنی کتابوں کی تشریح جالینوس نے کی ہے وہ سب کی سب عربی میں منتقل کردی گئی ہیں۔

بقراط کی دیگر تصانیف

بقراط کی دیگر تصانیف بھی ہیں ان میں کچھ دراصل اس کی نہیں ہیں بلکہ اس کی جانب منسوب کردی گئی ہیں یہ سب تصانیف درج ذیل ہیں۔

کتاب ''اوجاع العذاری'' کتاب ''فی مواضع الجسد'' کتاب ''فی القلب'' کتاب ''فی نباتات الانسان'' کتاب ''فی الجین''، مکتوب ''بنام لسبلوس'' کتاب ''فی سیلان الدم'' کتاب ''فی الفتح'' کتاب ''فی الحمی الجرقہ'' کتاب ''فی الغدد'' مکتوب بنام ''شاہ دیمطریوس'' معروف بہ مقال شافی، کتاب ''منافع الرطوبات'' کتاب ''الوصایا'' کتاب ''العہد'' معروف بہ کتاب الایمان۔ بقراط نے اسے متعلمین اور معلمین کے لئے لکھا تھا۔ تاکہ وہ اس کا اتباع کریں اور جو شرطیں اس نے عائد کی تھیں اس کی مخالفت نہ کریں۔ نیز فن کو وراثت کی حد سے نکال کر منصۂ شہود پر لانے کی جو جرأت اس نے کی ہے اس سلسلہ میں اس کا دفاع کریں۔ کتاب ''ناموس الطب'' کتاب ''الومیہ'' معروف بہ ترتیب طب، اس کتاب کے اندر بقراط نے طبیب کی ضروری پوشاک، شکل اور ترتیب وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب ''الخلع'' کتاب ''جراحات الراس'' کتاب ''اللحوم'' کتاب ''فی تقدمتہ'' معرفتہ الامراض الکائنتہ ''من تغییر الہواء'' کتاب ''طبائع الحیوان'' کتاب ''علامات القضایا'' یہ پچیس قضیے ہیں جن سے موت کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب ''فی علامات البحران'' کتاب ''فی حبل علیٰ حبل'' کتاب ''فی المدخل الیٰ لطب''

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کتاب ''فی المولودین'' (ہفت ماہی) کتاب ''فی الجراح'' کتاب ''فی الاسابیع'' کتاب ''فی الجنون'' کتاب ''فی البثور'' کتاب ''فی المولودین (ہشت ماہی) کتاب ''فی الفصد والحجامۃ'' کتاب ''فی الابطی'' مکتوب بنام شاہ انطیقن بر مسئلہ حفظان صحت، رسالۃ ''فی مسنونات افلاطن علی ارس'' کتاب '' فی البول'' کتاب '' فی الالوان'' کتاب ''فی الامراض'' کتاب ''فی الاحدیث'' کتاب ''فی المرض الٰہی'' جالینوس نے ''تقدمتہ المعرفتہ'' کی شرح کے مقالہ اول میں اس کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ بقراط نے اس کتاب کے اندر لوگوں کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بھی مرض کا سبب ہوتا ہے۔ مکتوب شاہ اقطیغیوس قیصر روم، یہ مکتوب بنام سال کے مزاج پر انسان کی تقسیم پیش کرتا ہے، کتاب ''طب الوحی'' اس کتاب کے اندر ہر وہ بات کہی گئی ہے جو بقراط کے دل میں آئی تھی اور اُسے وہ استعمال کرتا تھا چنانچہ نتیجہ دل کے مطابق بر آمد ہوتا تھا۔ مکتوب بنام ارتخشرس عظیم فارس، یہ اس زمانہ میں لکھا گیا تھا جب فارس پر دونوں موتیں سایہ فگن تھیں۔ مکتوب بنام اہل ابدیرا، یہ مکتوب ابدیرا والوں کے جواب میں تھا جس میں انہوں نے بقراط کو دیمقراطیس کے علاج کے لئے بلایا تھا کتاب ''اختلاف الازمنہ والا غذیہ'' کتاب ''ترکیب الانسان'' کتاب ''فی استخراج العضول'' کتاب ''تقدمتہ القول الاول'' کتاب ''تقدمتہ القول الثانی۔''

وفات کے بعد اپنے پیچھے آل اسقلیبوس سے تلامذہ اور اولاد وغیرہ کل چودہ چھوڑے۔ چار تو خود اس کی اولاد ہیں۔ تاسلوس، ذراقن اور ان کے دو بیٹے بقراط ابن بن تاسلوس بن بقراط، بقراط بن ذراقن بن بقراط۔ دونوں بیٹوں کے دو بیٹے تھے جن کا نام انہوں نے دادا کے نام پر رکھا تھا۔ اہل خانہ میں جو تلامذہ پیدا ہوئے وہ دس ہیں۔ لاون، ماسرجن، میفانوس، فولولیس، یہ سب سے جلیل القدر شاگرد تھا جو اہل خانہ میں اس کا جانشین ہوا۔ املانیسون، واسطاث، ساوری، غورس، سنبلقیوس، تاتالس، یہ یحییٰ لحوی کے قول کے مطابق ہے۔ دوسروں کے مطابق بقراط کے بارہ شاگرد تھے اس سے کم نہ تھے زیادہ اس کی موت کے بعد ہی ہوئے

ہیں یہ سب ملک روم کے اندر اس رودق (سائبان) میں بقراطی مسلک پر ایک مدت تک قائم رہے جس میں بقراط درس دیا کرتا تھا۔ بعض مقامات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ بقراط کی ایک بیٹی مالا نارسا نامی تھی۔ اسے فن طب کے اندر کمال حاصل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دونوں بھائیوں سے بھی زیادہ ماہر تھی۔ بقراط اور جالینوس کی درمیانی مدت میں خود بقراط کے، تلامذہ اور اولاد کے علاوہ قابل ذکر اطباء حسب ذیل ہیں۔

سنبلقیوس، بقراط کی تصانیف کا شارح، انقیلاؤس اول طبیب، ارسیسطراطس ثانی قیاسی، لوقیس، میلن ثانی، غالوس، میرتذیطوس جڑی بوٹیوں والا، سقالس، تصانیف بقراط کا شارح، مانطباس، یہ بھی شارح تصنیفات تھا، غوس طارنطائی، مقفس حمصی، مصنف کتاب البول، عمر نوے سال، اندروماحس، عمر نوے سال بقراط کے قریبی زمانے میں تھا۔ ابراس ملقب پر بصید سوناخس اثینی، مصنف ادویہ وصیدلہ، روفس کبیر، شہر افسس سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے زمانے میں فن طب کے اندر بے نظیر تھا، جالینوس نے اپنی بعض تصانیف میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور اسے افضل قرار دیا ہے، اس سے کچھ افکار و نظریات بھی نقل کیے ہیں، روفس کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

کتاب ''المالیخولیا'' اس کی تصنیفات میں یہ نہایت جلیل القدر ہے۔ کتاب ''الاربعین'' کتاب ''تسمیۃ اعضاء الانسان'' مقالۃ ''فی العلۃ التی یعرض معہا الفزع من الماء'' (فوٹوفوبیا کا مرض) مقالۃ ''فی الیرقان والمرار'' مقالۃ ''فی الامراض التی تعرض المفاصل'' (جوڑوں کے امراض) مقالۃ ''فی تنقیص اللحم'' (گوشت کم کرنے کا بیان) کتاب ''تدبیر من لا یحضرہ طبیب'' (طبیب کی عدم موجودگی میں کیا کریں) مقالۃ ''فی الذبحۃ'' کتاب ''طب بقراط'' مقالۃ ''فی الصرع'' مقالۃ ''فی استعمال الشراب'' مقالۃ ''فی علاج اللواتی فی جمع الربع'' مقالۃ ''فی ذات الجنب وذات الرئۃ'' مقالۃ ''فی ادویہ علل الکلی مثانہ'' (گردے اور مثانہ کے امراض کی دوائیں) مقالۃ ''فی ہل کثرۃ شرب الدواء فی لولائم نافع (ولیموں میں کیا دوا بکثرت

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

پینا مفید ہے) مقالتہ ''فی الاورام العلبۃ'' مقالتہ ''فی وصایا الاطباء'' مقالتہ ''فی الحقن' مقالتہ ''فی دوران الراس'' مقالتہ ''فی البول'' مقالتہ ''فی القصار الذی یدعی سوسیا (سوسانامی جڑی) مقالتہ'' فی النفسر لقرانی الریۃ'' (نزلہ برمتش) مقالتہ ''فی علل الکبد المز منہ'' (جگر کے مزمن امراض مقالتہ فی ان یعرض للرجال انقطاع التفس (مردوں کوجلس تنفس کا عارضہ) مقالتہ ''فی شرک المممالیک'' غلاموں کو پتی اچھلنا) مقالتہ ''فی علاج صبی یصرع'' (مرگی زدہ ایک بچے کا علاج) مقالتہ ''فی تدبیر الحبالی (حاملہ عورتوں کا علاج) مقالتہ ''فی التخمہ'' مقالتہ ''فی السذاب'' مقالتہ ''فی العرق'' مقالتہ ''فی ایلاوس'' مقالتہ ''فی اہلمسیا۔''

بقراط اور جالینوس کے درمیانی وقفہ میں حسب ذیل قابل ذکر اطباء بھی پائے گئے ہیں ابو لونیوس، ارشیجانس، فن طب پر اس نے بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں، عربی میں اس کی جو تصنیفات منتقل ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

کتاب ''السقام الارحام و علاجھا (رحم کی بیماریاں اور ان کا علاج) کتاب ''طبیعۃ الانسان'' کتاب ''فی الفرس''۔

ان اطباء کی صف میں حسب ذیل اشخاص بھی ملتے ہیں۔

''دیاسقوریدوس'' اول تصنیفات بقراط کا شارح، اطماوس فلسطینی یہ بھی بقراط کا شارح ہے۔ ''بناوپطوس'' معجونات میں اس قدر ماہر تھا کہ اس باب میں اس کا لقب موہبتہ اللہ (اللہ کا عطیہ) قرار پایا۔

میںپاوس معروف بہ مقسم طب مارس حیلی ملقب بہ تاسلس اس شخصیت کا نام ہے جس کا تذکرہ نظریہ حیلہ رکھنے والوں کے باب میں ہم کر چکے ہیں۔ تاسلس اول کی کتابوں کو جو نظریہ حیلہ پر مشتمل تھیں جب نذر آتش کیا گیا تو ایک کتاب جلنے سے رہ گئی مارس نے اسے حاصل کیا اور اس میں جو عقیدہ تھا اسے اپنا لیا، اس نے دعویٰ کیا کہ اگر کوئی فن ہے تو پس یہی حیلوں کا فن ہے۔ یہی طب کا صحیح اور راست فن ہے اس نے لوگوں کو خراب اور قیاس و تجربہ کے نظریہ سے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دور رکھنا چاہا۔ مذکورہ بالا کتاب کی مدد سے اس حیلوں پر بکثرت کتابیں لکھی۔ جو برابر اطباء کے ہاتھوں پہنچتی رہیں کچھ انہیں قبول کر لیتے اور کچھ نہیں۔ حتیٰ کہ جالینوس پیدا ہوا تو اس نے ان کتابوں کو فاسد قرار دے کر جس قدر حاصل کر سکا جلا ڈالا۔'' اس طرح حیلہ کا فن نیست و نابود ہو گیا۔ افریطن ملقب بہ مزین، کتاب انریتہ کا مصنف کتاب ''المیامر'' میں جالینوس نے اس کتاب سے بہت کچھ نقل کیا ہے۔ ''اقاقیوس'' ''حارکمانس'' ''ارشیاشیوس'' ''ماریطوس'' ''قاقولونس'' ''مرقس'' ''پرغالس'' ''ہرمس طبیب'' ''پولاس'' ''حامونا'' ''حلمانس'' قریطن سے شروع ہونے والے مذکورہ بالا بارہ اطباء بروج اثنا عشر کہے جاتے ہیں۔ کیونکہ لوگوں کو نفع پہنچانے کی خاطر یہ اطباء دواؤں کی ترکیب و تیاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے اور ایک دوسرے سے اتصال رکھتے تھے۔ برجیاں چونکہ ایک دوسرے سے قریب اور متصل ہوتیں ہیں اس لیے اس سے انہیں تشبیہ دی گئی تھی۔ فیلس خلقدونی لقب بہ قادر، اس کا حال یہ تھا کہ مشکل امراض کا علاج نہایت جسارت سے کرتا اور انہیں اچھا کر دیتا تھا اسے ان امراض پر قدرت حاصل تھی کبھی کوئی علاج ناکام نہیں ہوا۔

(دیقراطیس ثانی، افروسیس، اکسانقراطس، افرودیس) بطلیوس طبیب، سقراطس طبیب، مارقس طبیب بہ عاشق العلوم، فورلیس قادح چشم نیادر پطلوس ملقب بہ سایہ (بیدار) فرفوریس تالیفی، مولف تصنیفات کثیرہ، یہ فلسفہ کے ساتھ فن طب میں بھی کمال رکھتا تھا، لوگ شروع میں اسے فیلسوف اور طبیب کہتے تھے۔

(یاسقوریدوس) عین زری کار رہنے والا پاک دل و پاکباز عوام کی فلاح و بہبودی کا خواہاں، واخیل عربی اور بکثرت سیر و سیاحت کا خوگر تھا، یہ صحراؤں اور دریاؤں سے مفرد ادویہ تلاش کر کے ان کی تصاویر بناتا اور ان کے اثرات سے پہلے ان کی منفعتوں کا تجربہ کرتا اور جب یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ جاتی کہ اثرات تجربہ سے مختلف نہیں تو لکھ لیتا اور ویسی تصویر بنا کر ہر دوائے مفرد کے سرے پر آویزاں کر دیتا۔ مابعد کو آنے والے تمام اطباء نے اسی سے اخذ کیا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

جن مفرد ادویات کی انہیں ضرورت ہوتی ان سب کو انہوں نے اسی معیار پر پرکھا۔ خوشا یہ پاک دل و پاکباز، جس نے تمام انسانوں تک بھلائیوں کو پہنچانے کے لیے مشقتیں اٹھائیں۔

حنین بن اسحاق لکھتا ہے دیاسقوریدوس کو اس کی قوم ازدش نیادیش کے نام سے جانتی تھی جس کے معنی ان کی زبان میں ہم سے خارج ہو جانیوالا کے ہیں۔ حنین کہتا ہے "چونکہ وہ اپنی قوم سے الگ تھلگ رہتا تھا، کوہساروں اور پودوں کے مقاموں پر جا کر تمام زمانہ مقیم رہتا، نہ کسی مشورہ میں، نہ کسی حکم میں اور نہ کسی تعمیل میں وہ شریک ہوتا تھا اس لیے اس کی قوم نے اسے اسی نام سے پکارا تھا یونانی میں دیسقوری کے معنی شجر اور دوس کے معنی اللہ کے ہیں دیسقوریدوس کے معنی وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اشجار اور جڑی بوٹیاں کا الہام ہوا ہو۔"

جڑی بوٹیوں کا علم انہیں اگنے کے مقامات پر دیکھنے اور ان پر غور و فکر کرنے کے لیے ملکوں کی خاک چھاننے کی جو بات کہی گئی ہے، اس کی تائید خود دیاسقوریدوس کے اس قول سے ہوتی ہے جو اس کی اپنی کتاب تالیف کرنے والے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا ہے۔

"جیسا کہ تجھے معلوم ہے بچپن ہی سے ہمیں لاج کا ہیولیٰ (مادہ) معلوم کرنے کی بے پناہ خواہش تھی۔ اس سلسلہ میں ہم نے بے شمار ملکوں کی سیاحت کی اور جیسا کہ تجھے معلوم ہے ہمارا زمانہ ایسا نہیں جس میں کوئی ایک ہی جگہ مقیم رہ سکے۔" دیسقوریدوس کی یہ کتاب پانچ مقالات پر مشتمل ہے اسی سے متصل دو مقالے بھی حیوانات کے زہروں پر ہیں یہ دونوں اسی کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں اس طرح کل سات مقالات ہوئے اب ہم ان کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالیں گے۔

1۔ مقالہ اول خوشبو دار ادویہ، مصالحہ جات، روغنیات، صمغیات اور بڑے پودوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

2۔ مقالہ دوم حیوانات، رطوبات حیوانات، حبوب، گھریلو اناج، کھائی جانیوالی سبزیوں

اور چرپری (حریف) سبزیوں اور ادویات پر مشتمل ہے۔

3۔ مقالہ سوم پودوں کی جڑوں، کانٹے دار پودوں، بیجوں، صمغیات اور زہریلی جڑی بوٹیوں پر مشتمل ہے۔

4۔ مقالہ چہارم کے اندر ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں زیادہ تر سرد موسم اور گرم مقئ و مسہل اور آخر میں نافع سموم جڑی بوٹیوں پر گفتگو کی گئی ہے۔

5۔ انگور شربتوں کی اقسام اور معدنی ادویات کے لیے یہ مقالہ مخصوص کیا گیا ہے۔

جالینوس اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''ادویہ مفردہ کے موضوع پر میں نے مختلف حضرات کی لکھی ہوئی چودہ کتابوں کی ورق گردانی کی ہے مگر دیسقوریدوس (جو عین زربہ کا رہنے والا تھا) کی کتاب سے زیادہ کامل مجھے کوئی نہ ملی۔''

بقراط اور جالینوس کے درمیانی وقفہ میں حسب ذیل لائق ذکر اطباء پیدا ہوئے بلادیوس، بقراط کی کتابوں کی شارح قلوپطرہ ایک خوبصورت طبیب خاتون، جالینوس نے اس سے بے شمار ادویہ مختلف علاج خاص کر عورتوں کے معالجات اخذ کیے ہیں۔ اسقلباذس، سورانوس، ذیوجانس طبیب مقلب برفرائی، اسقلبیاذ میں ثانی، بقراطیس جوارشتی، لاوذن طرطوسی آریوس طرطوسی، قیمن حرانی، موسقوس اثینی، قلدس معروف بہ مہدی، ایراقلیس معروف بہ ہادی، بطروس، فرداذش، مانطیاس فاسد، ثاقراطس عین زربی انطیاطرس مصیصی، خردسیس معروف بہ فتی، اریوس معروف بہ مصاد، فیلون طرطوسی، فاسیوس مصری، طولس اسکندرانی، اوفیس، سقوریس ملقب بہ مطاع، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جو ادویہ بھی وہ استعمال کرتا وہ اس کی مطابقت کرتیں نامور حرانی ان تمام اطباء نے مرکب ادویہ تیار کی ہیں۔ اپنی مرکبات کی کتابوں کے اندر جالینوس نے ان سے پیشتر ذکر کردہ اطباء مثلاً ابواس اور ارشیجانس وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

جالینوس سے پہلے طرالینوس یعنی اسکندروس طبیب بھی گزرا ہے جس کی حسب ذیل

تصنیفات ہیں۔

کتاب علل العین و علاج (امراض چشم اوران کا علاج) یہ تین مقالات ہیں کتاب الرسام، کتاب الضبان والحیات التی نتولافی البطن والدیدان (شکم میں پیدا ہونے والے بجو، کیچوے اور کیڑے)

اس زمانے میں اوراس سے پہلے بھی جیسا کہ اسحاق بن حنین کا بیان ہے اکابرین فلسفہ کی ایک جماعت موجود رہی ہے مثلاً فوثاغورس، ذیوفیلس، تاون، انباذقلس، اقلیدس ساوری، طیماناوس، انکیمانس، دیمقراطس اورتالیس۔

وہ کہتا ہے اس زمانہ میں اوپرس قاتلس اور مارقس نامی شعراء بھی تھے ان کے بعد فلاسفہ کا ایک اورگروہ بھی پیدا ہوا جس میں زیتون کبیر، زیتوں صغیر، افراطولس ملقب برموسیقی، رامون منطقی، اغلوقن بنفینی، ستراط، افلاطون، دیمقراط، ارسطو، تاوضرسطس ابن اختہ، اذیمس، افانس، خروسیس قیلاطس فیماطس، سنیلقوس، ارمینس، غلوقن، سکندر بادشاہ، سکندرافرودیسی، فرفوریوس ثوری، ایرقلیدس افلاطونی، طالیوس سکندرانی، اودس افلاطونی، اسطفانس مصری، بنجس اوررامن مشہور ہیں۔ مذکورہ فلاسفہ کے بعد دیگر فلاسفر بھی پیدا ہوئے جو حسب ذیل ہیں۔ ثامیطوس، فرنوریس مصری، یحیٰی نحولی سکندرانی۔ واریوس، انقیلاوس ارسطو کی کتابوں کو اس نے مختصر کیا، امونیوس، فولوس، افروطوخس، اوذیمس سکندرانی اپاغاث عین زربی، ثیاذوس اثینی اورذی طرطوسی۔

طبقات الامم میں قاضی ابوالقاسم صاعد بن احمد بن صاعد لکھتا ہے۔

''یونانی فلسفی تمام انسانوں میں اعلیٰ وارفع اور رتبہ میں تمام اہل علم سے نہایت بلند تھے کیونکہ ریاضی، منطقی، طبیعی اور الٰہیاتی علوم ومصارف جیسے فنون حکمت کی انہوں نے صحیح خدمت کی۔ سیاست منزل اور سیاست مدن کے ساتھ شدت سے اعتناء رکھا یونانیوں کے نزدیک ان میں نہایت جلیل القدر فلسفی پانچ تھے زمانہ کے اعتبار سے پہلے بندقلیس، پھر فیثاغورث، پھر

سقراط پھر افلاطون اور آخر میں ارسطو بن نیقو ماقس تھا۔

حکمائے عالم کے مصنف ابوالحسن علی بن یوسف القفطی لکھتے ہیں۔

بقراط بن ایراقلیدس علم طب کا مشہور امام اور ہم عصر علمائے طب کا رئیس تھا اسے بعض انواع حکمت میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

سکندر اعظم سے تقریباً سو سال پہلے گزرا۔ فن طب میں اس نے چند نہایت عمدہ مقالات لکھے جن سے دنیا کا ہر طبیب آگاہ ہے کہتے ہیں بقراط اسقلیبوس کی نسل سے تھا اگر اس سے مراد اسقلیبوس دوم ہے تو درست اور اگر اول ہے تو ناممکن اس لیے کہ مورخین بالاتفاق اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسقلیبوس اول طوفان نوح سے پہلے گزرا تھا (بقراط اور اسقلیبوس اول کے درمیان ہزار ہا سال کا عرصہ تھا اور طوفان کے بعد اولاد نوح کے سوا کوئی اور نسل باقی نہیں رہی تھی۔ اس لیے بقراط کو اسقلیبوس اول کی طرف صرف اسی صورت منسوب کیا جاتا ہے کہ طوفان نوح کو عالم گیر نہ سمجھا جائے بلکہ مقامی قرار دیا جائے اور ایسے لوگ موجود ہیں جو طوفان کو مقامی حیثیت دیتے ہیں۔

بقراط فیروہا کا رہنے والا تھا یہ عموماً دمشق چلا جاتا اور وہاں کے گھنے جنگلوں میں تعلیم و عبادت کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ آج بھی دمشق کے ایک باغ میں ایک چبوترا صفہ بقراط کے نام سے مشہور ہے۔ بقراط بڑا خدا پرست اور زاہد انسان تھا لوگوں کا علاج مفت کرتا اور دیہات میں پھر پھر کر مریضوں کو ڈھونڈتا تھا یہ حکیم دارا بن دارا کے دادا اردشیر کے زمانے میں تھا۔ جالینوس ایک رسالہ میں لکھتا ہے ایک دفعہ اردشیر بیمار پڑ گیا اور بقراط کو علاج کے لیے بلایا بقراط نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ ایرانی یونانیوں کے دشمن ہیں ہاں یونان کے دو بادشاہوں کے علاج کے لیے بقراط خوشی سے گیا تھا۔ اس لیے کہ وہ بادشاہ بقول جالینوس جمیل سیرت تھے جب یہ بادشاہ صحت یاب ہو گئے تو بقراط فوراً واپس آ گیا اور ان کے ہاں ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ اس لیے کہ دنیوی مال و متاع کے لالچ سے آزاد تھا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

مشہور ہے کہ جب اردشیر کی بیماری بڑھ گئی تو اس نے بقراط کو طلب کرنے کے لیے سونے کے ایک ہزار قنطار دینے منظور کیے۔ لیکن بقراط نہ مانا اور پیغام کا جواب تک نہ دیا۔

حکیم افلیمون حدس وفراست میں جواب نہ رکھتا تھا وہ انسان کے ظاہری رنگ ڈھنگ سے اندرونی اخلاق وعادات کا صحیح اندازہ لگا لیتا تھا۔ ایک دفعہ بقراط کے شاگردوں نے مشورہ کیا کہ بقراط کی صحیح تصویر بنا کر افلیمون کے پاس جائیں اور اس کی فراست کا امتحان لیں کہ دیکھیں بقراط کے متعلق کیا کہتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بقراط کی ہو بہو تصویر تیار کی اور افلیمون کے آگے رکھ دی افلیمون کہنے لگا کہ "یہ شخص زنا کو بہت پسند کرتا ہے" شاگرد کہنے لگے تم غلط کہتے ہو۔ یہ بقراط کی تصویر ہے۔" افلیمون نے جواب دیا "تصویر کسی کی ہو، بات میں نے ٹھیک کہی ہے جا کر دریافت کر لو" چنانچہ یہ بقراط کے پاس گئے اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ بقراط کہنے لگا "افلیمون ٹھیک کہتا ہے۔ میں زنا کو پسند کرتا ہوں یہ الگ بات ہے کہ میں اس فعل کا مرتکب نہیں ہوتا۔"

بقراط کی بعض تصانیف میں نرمی، شفقت، انکسار، تواضع ومحبت جیسی ہدایات ملتی ہیں چونکہ ہمارے ہاں اس کی تصانیف کا سب سے پہلے ترجمہ ہوا اور یہ دنیا کا کامل ترین طبیب تھا اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فن طب پر لوگوں کی رائے یہاں نقل کروں۔

فن طب کی اختراع ومخترع کے مختلف علماء میں اختلاف ہے۔ اسحٰق بن حنین اپنی تاریخ میں کہتا ہے کہ ایک قوم اہل مصر کو فن طب کا موجد سمجھتی ہے اور ساتھ ہی ایک حکایت بھی سناتی ہے کہ پرانے زمانے میں مصر کی ایک عورت ہمیشہ رنج وغم اور غیض وغضب کا شکار رہا کرتی تھی اور ساتھ ہی چند بیماریوں مثلاً ضعف معدہ، فساد خون، احتباس حیض میں مبتلا تھی۔ ایک دفعہ اتفاقاً زنجیل شامی (ایک پودا) کو کھا بیٹھی اور تمام روگ دور ہو گئے اس تجربے سے اہل مصر نے فائدہ اٹھایا اور فن طب کا آغاز ہو گیا۔ بعض علماء فلسفے، طب اور دیگر صنائع کا موجد ہرمس (حضرت ادریسؑ) کو قرار دیتے ہیں۔ بعض اختراع کا سہرا اہل قوس (یا قولوس) کے

سر باندھتے ہیں۔

بعض ساحروں کو اس کا موجد قرار دیتے ہیں بعض کے ہاں اس کی ابتداء بابل، بعض کے ہاں ایران، بعض کے ہاں ہندوستان، بعض کے ہاں یمن اور بعض کے ہاں مقلب سے ہوئی۔

یحییٰ نحوی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جالینوس کے زمانے تک آٹھ بڑے بڑے طبیب گزرے ہیں۔ اسقلیبوس اول، غورس، مینس، برمانیدس، افلاطون الطبیب، اسقلیبوس دوم، بقراط اور جالینوس۔

اسقلیبوس اول اور جالینوس کے درمیان 5560 سال کا عرصہ حائل ہے اسی طرح ہر طبیب کی وفات اور دوسرے کی ولادت تک سینکڑوں سال کے لمبے لمبے وقفے ہیں۔

بقراط اپنے زمانے میں رئیس الاطباء تھا۔ یہ اسقلیبوس ثانی کے شاگردوں میں سے ہے۔ اسقلیبوس کی وفات کے وقت اس کے تین شاگرد زندہ تھے یعنی ماغاریس، فارخس و بقراط، ماغارلیس و مارخس کی وفات کے بعد بقراط رئیس اطباء قرار پایا۔ یحییٰ نحوی سکندرانی کہتا ہے کہ بقراط گیانہ وہر، کامل فاضل، تمام اشیاء سے واقف اور ایک فلسفی طبیب تھا۔ بعض لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اس نے صنعت قیاس و تجربے کو اس قدر تقویت دی کہ اب کسی رد و قدح کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

بقراط پہلا حکیم ہے جس نے اپنی اولاد کی طرح غرباء کو بھی فن طب کی تعلیم دی۔ اس حکیم کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں امراء کی بے توجہی سے یہ فن مٹ ہی نہ جائے۔ اس لیے غرباء کو بھی شامل کر لیا۔

ایک مؤرخ نے ذکر کیا ہے کہ بقراط بہمن بن اردشیر کے زمانے میں تھا۔ ایک دفعہ بہمن بیمار پڑ گیا اور بقراط کو بلا بھیجا۔ شہر والوں نے بہمن کی اس خواہش کے خلاف سخت صدائے احتجاج بلند کی اور کہا کہ اگر ہم سے بقراط کو چھیننے کی کوشش کی گئی تو ہم علم بغاوت بلند کر دیں گے اور سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ بہمن کو ان لوگوں پر رحم آ گیا اور بقراط کو وہیں رہنے دیا۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط کا ظہور 94 سال بخت نصر اور شاہ یمن کے چودھویں سال جلوس میں ہوا تھا۔

یحییٰ نحوی لکھتا ہے کہ دنیا کے مشہور بڑے طبیبوں میں یہ ساتواں تھا اور جالینوس آٹھواں کہ جس پر یہ ریاست طب ختم ہوگئی۔ بقراط اور جالینوس میں 665 سال کا عرصہ تھا بقراط کی عمر 95 سال تھی جن میں سولہ سال بچپن اور طلب علم میں گزرے اور 79 سال تعلیم وتدریس میں بسر کیے۔ اس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی بیٹوں کے نام تاسلوس ودارقن اور بیٹی کا نام مانارسیا۔ بہن بھائیوں سے زیادہ ذہین تھی۔ بقراط کے دو پوتوں کا نام بھی بقراط تھا ایک تاسلوس اور دوسرا دارقن کا بیٹا تھا۔

تلامذہ بقراط کے اسمائیہ یہ ہیں لاذن، ماسرجس، ساوری، فولوس، اسطات، غورس،

جالینوس کے عہد تک مندرجہ ذیل حضرات بقراط کے مفسر رہے:

سنبلقیوس، نسطاس، دیسقوریدس الاول، طیماوس الفلسطینی، مانطیاس، ارسراطس ثانی، القیاسی بلاذیوس۔

تفاسیر جالینوس

بقراط کی چند کتابوں کی تفسیر جالینوس نے بھی کی ہے۔ تفصیل یہ ہے

1- کتاب عہد بقراط: جالینوس نے تفسیر کی اور حنین نے یونانی سے ترجمہ کر کے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔

2- کتاب الفصول: مفسر جالینوس، حنین وعیسیٰ نے عربی میں ترجمہ کیا۔

3- کتاب الکسر: مفسر جالینوس، حنین نے محمد بن موسیٰ کے لیے عربی میں ترجمہ کیا۔ چار مقالے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

بقراط کے حکیمانہ ملفوظات

(Hippocratic Aphorisms)

بقراط نے فلسفیانہ انداز میں علم و حکمت کے متعلق خوبصورت اقوال کہے ہیں ان اقوال کو حکیم جالینوس اور عرب مورخین نے بہت صحت کے ساتھ حکیم بقراط سے منسوب کیا ہے۔

طب قیاس و تجربہ کا نام ہے۔

- اگر انسان کی تخلیق ایک ہی مزاج سے ہوتی تو کوئی شخص بھی بیمار نہ ہوتا کیونکہ کسی مخالف کا وجود نہ ہوتا جو بیماری کا سبب ہوتا۔
- عادت پرانی ہو جائے تو عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔
- انسان جب تک عالم حس میں رہتا ہے کم یا زیادہ اپنے احساس کا نصیب لے کر رہتا ہے۔
- جس مرض کا سبب معلوم ہو جائے اس کی شفا بھی موجود ہوتی ہے۔ حالت صحت میں انسان درندوں کی غذا لیتا ہے جس وجہ سے انسان بیمار ہو جاتے ہیں تو میں ایسے بیماروں کو پرندوں کے موافق غذا دے کر صحت مند کر سکتا ہوں۔
- کھانا زندہ رہنے کے لیے کھانا چاہیے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہا جائے۔
- کھاؤ اپنے معمول کے مطابق
- ہر مرض کا علاج ملکی جڑی بوٹیوں سے کیا جاتا ہے کیونکہ طبیعت معمول ہی کی جانب مائل ہوتی ہے۔

kutubistan.blogspot.com

- شراب جسم اور سیب نفس کا رفیق ہے۔
- بقراط سے دریافت کیا گیا کہ جب انسان دوا پی لیتا ہے تو جسم میں کیوں ابھار زیادہ ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا گھر میں جب جھاڑو لگایا جاتا ہے تو غبار زیادہ اٹھتا ہے۔
- دوا اسی وقت لینا چاہیے جب ضرورت ہو۔ اگر دوا بلا ضرورت لی جائے اور دوا کو اثر کرنے کے لیے کوئی مرض نہ ملے گا تو دوا صحت پر اثر انداز ہوگی اور مرض پیدا کرے گی۔
- پشت میں مادہ منویا کی مثال ایسے ہے جیسے کنویں میں پانی۔ جتنا نکالو گے اتنا صاف ہوگا نہ نکالو گے تو گدلا ہو جائے گا۔
- جفتی کرنا آب حیات کو چھیڑنا ہے۔
- دنیا کی بنیادی لذتیں چار ہیں۔

لذت طعام، لذت شراب، لذت جماع، لذت سماع، پہلی تینوں لذتیں صرف محنت اور مشقت سے حاصل ہو سکتی ہیں جبکہ لذت سماع ذوق وذہن کی مرہون منت ہے۔

- نفسانی خواہش سے کشمکش کرنا بیماری کے علاج سے زیادہ آسان ہے۔
- مشکل امراض سے نجات حاصل کرنا بہت بڑا فن ہے۔
- سونے سے طبیعت نرم اور جلد تر رہے گی جبکہ عمر دراز ہوگی یہ ایک فطری فعل ہے۔
- جسم میں قلب کی لطافت کا مقام وہی ہے جو پلکوں میں آنکھوں کا مقام ہے۔
- قلب کی دو آفتیں ہیں انا اور غم۔ انا سے بیداری پیدا ہوتی ہے اور غم سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔
- اندیشہ کمزوری ہے اور یقین طاقت ہے۔
- جو اپنی ذات کے لیے زندگی چاہتا ہے وہ خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔
- علم زیادہ ہے اور عمر کم ہے اس لیے ایسا علم حاصل کرو جو علم کثیر تک پہنچائے۔
- عقل وخرد میں کلیسائیت کے دروازے سے محبت عقل مندوں کے درمیان داخل ہوتی ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

احمق وجہالت کے ذریعے محبت حاصل نہیں ہوسکتی۔

- صفرا کا خانہ مرارہ میں ہے اور اس کا مالک جگر میں ہے خون کا گھر قلب ہے اور اس کا مالک سینے میں ہے سوداء کا گھر، بلغم کا گھر معدہ ہے۔
- سب سے عمدہ وسیلہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے محبت کرو ان کی ضرورتوں کو معلوم کرو ان کے نام سے واقفیت حاصل کرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرو۔
- صحت کا دوام کسل مندی کو خیرباد کہہ دینے اور شکم پروری ترک کردینے پر موقوف ہے۔
- اگر تم مناسب کام مناسب طریقے سے کرو گے تو یہ مناسب ثابت نہ ہو تو آغاز کار سے اس میں تبدیلی کرو کام بخیر مناسب ہوگا۔
- ضرر رساں کو کم اختیار دینا، منفعت بخش کو زیادہ اختیار دینے سے بہتر۔
- میرے پاس فضیلت علمی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ میں خود کو عالم نہیں سمجھتا۔
- روزی پر قناعت کرو، جھگڑے فساد کو خود سے دور رکھو۔
- بدیوں سے بھاگو، گناہوں کو ترک کرو اور بھلائی کے کام سرانجام دو بیماریاں تمہارے قریب نہ آئیں گی۔
- خواہشیں انسان کو غلام بنا دیتی ہیں۔
- دنیا باقی رہنے والی نہیں ممکن ہو تو بھلائی اختیار کرو تا کہ تمہاری تعریف کی جاسکے۔
- علم روح ہے عمل جسم، علم اصل ہے عمل فرع، علم باپ ہے اور عمل بیٹا، عمل علم کے باعث ہے۔
- اہل وعیال کی قلت خوشحالیوں میں سے ایک ہے۔
- عافیت ایک پوشیدہ ملکیت ہے، اس کی قدر وقیمت وہی جانتا ہے جو عافیت سے نہ ہو۔
- بیوقوف کو نصیحت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔
- صبر بہترین نیکی ہے۔
- جھوٹ تمام گناہوں کی ماں ہے جبکہ سچائی تمام برائیوں کا علاج ہے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

حوالہ جات

-1 تاریخ الاطباء (عیون الانباء فی طبقات الاطباء) ابن ابی اصیبعہ۔

-2 مقدمہ ابن خلدون۔ علامہ عبدالرحمان ابن خلدون۔

-3 ڈاکٹر ڈوبائس۔ ارتقاء طب۔

-4 تاریخ حکماء عالم۔ ابوالحسن علی بن یوسف القفطی۔

-5 تاریخ فی الطب۔ ابن جلجل۔

-6 تاریخ طب وفلسفہ طب۔ الحشر

-7 ایضاً۔

-8 انسان بڑا کیسے بنا؟ ایلن میخائل۔

9- Hanson, Ann Ellis. Hippocrates: "The Greek Miracle". Ancient Medicine\Medicina Antiqua. Lee T.Pearcy, The Episcopal Academy, Merion, PA 19066, USA. Retrieved on 2006-12-17

10- Soranus of Ephesus. Britanica Concise Encyclopedia. Encyclopedia Britanica (2006)

11- The Life of Grece.

12- Grece History by Burnett. E.

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

13- لائف آف گریس۔ ویل ڈیورانٹ۔

14- Life of Hippocrates by Soranus.

15- Life of Hippocrates by Soranus.

16- انسان بڑا کیسے بنا۔ ایلن میخائل۔

17- The Life of Grece.

18- Greek Medicine by Disscorides.

19- Phaedrus by Plato.

20- Greek Medicine.

21- Garrison 1966, P.92-93

22- Margotta 1819, P. 66.

23- The Knidinnie School of Medicine.

24- Margotta 1968, P. 65.
Leff & Leff 1956, P. 51.

25- Britannica 1911.

26- Garrison 1966, P.97.

27- Jones 1868, P.46, 48, 59.

28- Garrison 1966, P. 97.

29- Singes & Underwood 1962, P.35.

30- Britannica 1911.

31- Garrison 1966, P.97.

32- Garrison 1966, P.97.

33- Margotta 1968, P.64.

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

34- Rutkow, P.24-25.

35- Marti-Ibanez 1961, P.90.

Underwood 1962, P. 40.

Margotta 1968, P.70.

36- e Medicine 2006.

37- Singer and Underwood 1962, P.27.

38- Margotta 1968, P.64.

39- Works by Hippocrates. University of Adelaid Library electronic Text Collecation. Retrieved on 2006-12-17.

40- Works by Hippocrates. University of Adèlaid Library electronic Text Collection. Retrieved on 2006-12-17.

41- Garrison 1966, P.100.

42- Garrison 1966, P.100.

43- Pinault 1992, P.1\Adams 1891, P.12-13

Internet Encyclopedia of Philosophy 2006.

44- Adams 1891.

45- تاریخ الاطباء (عیون الانباء فی طبقات الاطباء) ابن ابی اصیبعہ۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

kutubistan.blogspot.com

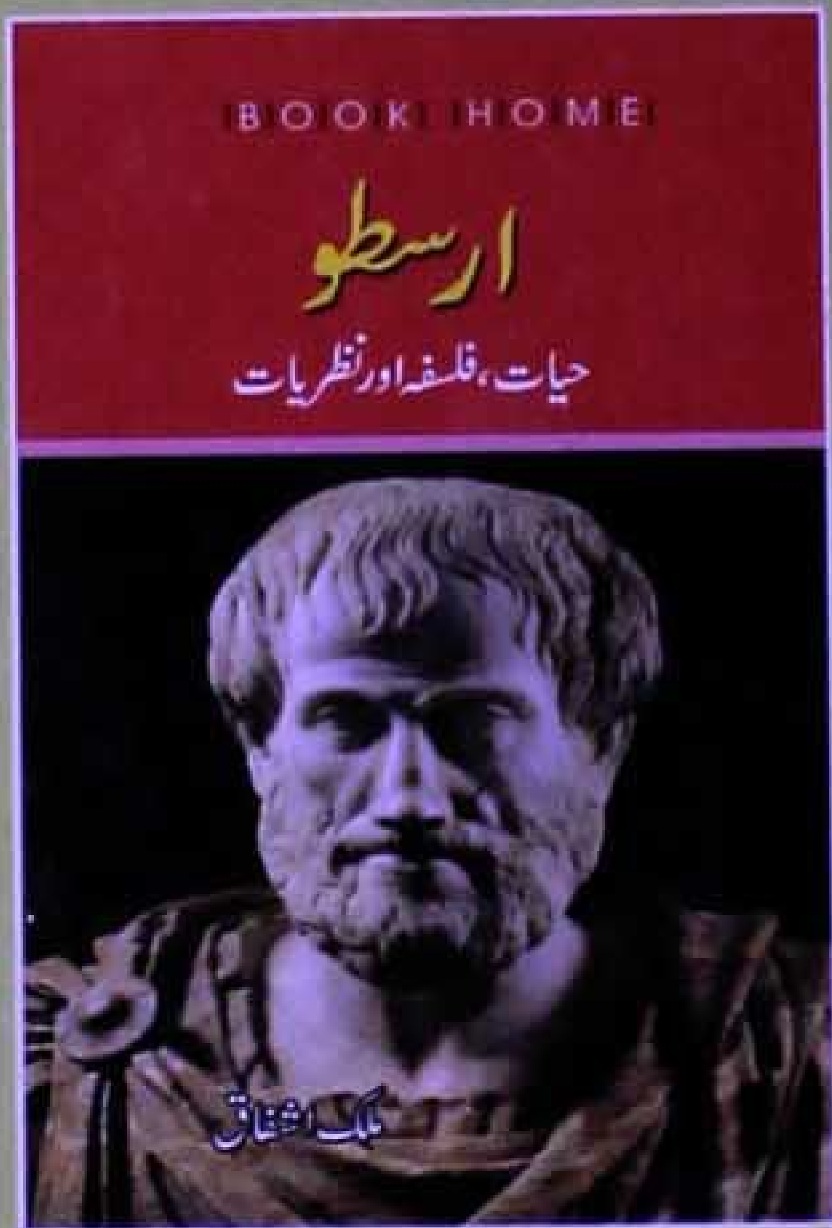

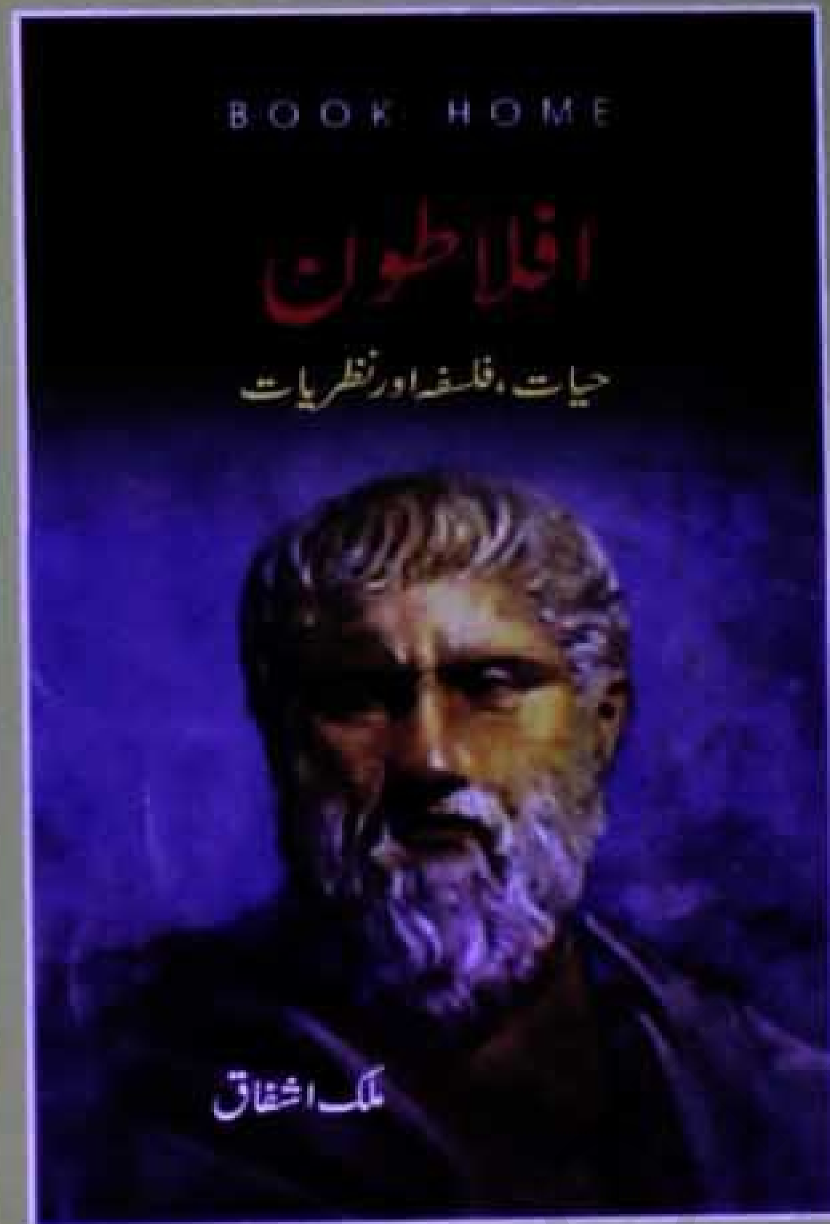

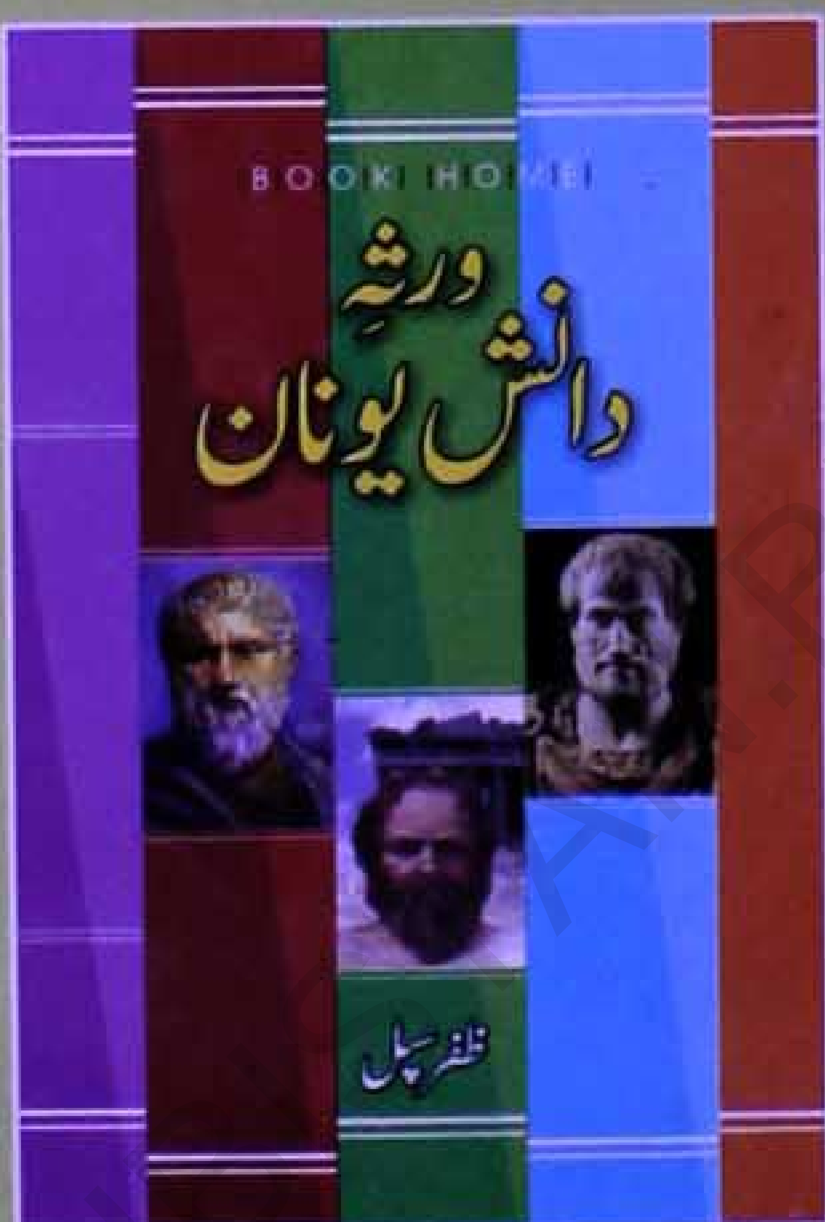

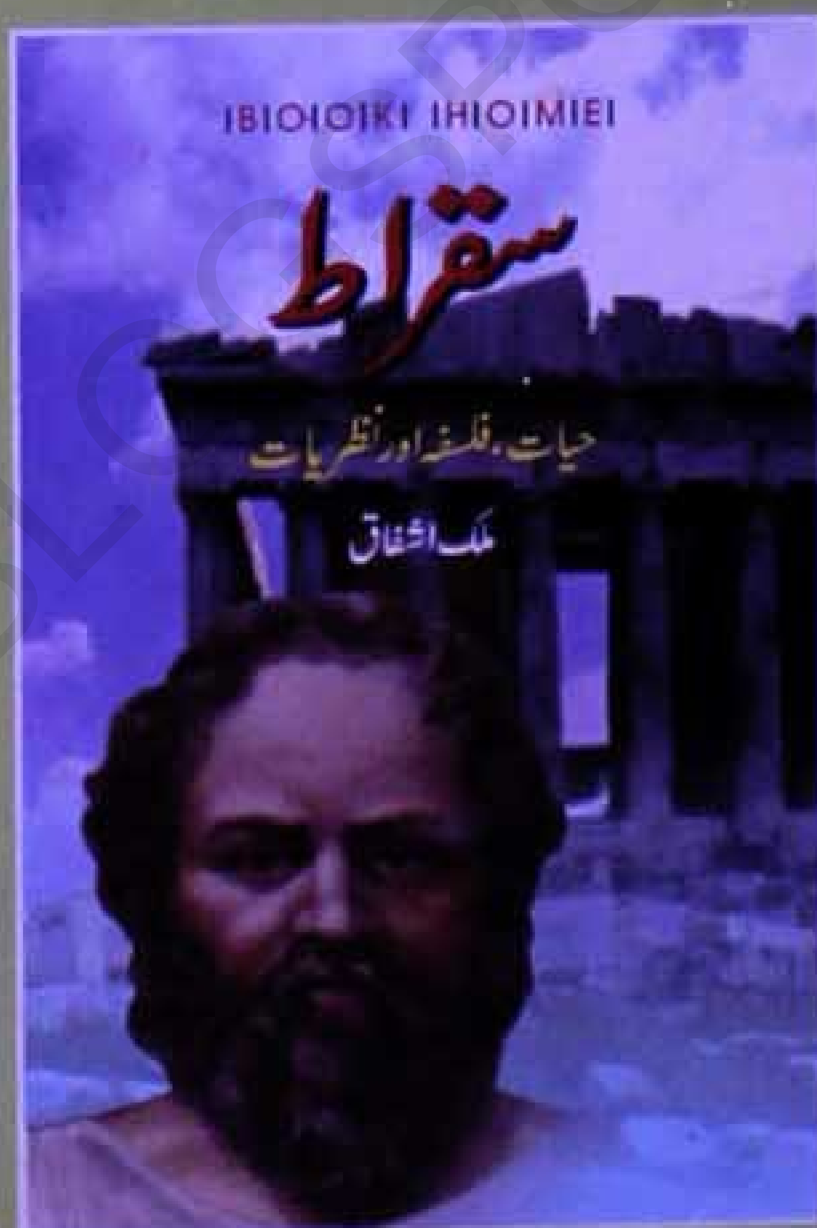

بک ہوم

B000039

بک سٹریٹ 46 - مزنگ روڈ لاہور، پاکستان فون : 042-37231518 - 37245072 فیکس: 042-37310854

E-mail: bookhome1@hotmail.com - bookhome_1@yahoo.com
www. bookhomepublishers.com

kutubistan.blogspot.com